ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن الآیة

تهذیب المباحثة فی توشیح المناظرة

المعروف

هدیة المناظر

افادات

امام المناظرین استاد العلماء

حضرت مولانا مفتی امیر عبداللہ ڈیروی صاحب

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

مفتی محمد عثمان ھرنولوی صاحب

پسند فرمودہ

حضرت مولانا علامہ خضر حیات بھکروی

مکتبہ عثمانیہ

نزد بلال مسجد لاری اڈا ہرنولی ضلع میانوالی

0346-7996396

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن الایة

تهذیب المباحثة
فی توشیح المناظرة

المعروف

هدية المناظر

افادات

امام المناظرین استاد العلماء

حضرت مولانا مفتی امیر عبداللہ ڈیروی صاحب

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

مفتی محمد عثمان ھرنولوی صاحب

پسند فرمودہ

حضرت مولانا علامہ خضر حیات بھکروی

مکتبہ عثمانیہ
نزد بلال مسجد لاری اڈا ہرنولی ضلع میانوالی
0346-7996396

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب هدیۃ المناظر

مؤلف حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب

ناشر مکتبہ عثمانیہ نزد بلال مسجد لاری اڈا ھرنولی ضلع میانوالی

03467996396

طباعت اشاعت اکیڈمی عبدالغنی پلازہ محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

091-5515698

سن طباعت 2013

تعداد 1000

ملنے کا پتہ

(1) مکتبہ ضیاء القرآن درابن روڈ نزد لچھرا ڈیرہ اسماعیل خان03219601680

(2) مکتبہ عثمانیہ نزد بلال مسجد لاری اڈا ہرنولی ضلع میانوالی03467996396

(3) مکتبہ المیزان محلہ میانہ مسجد میاں سلطان علی مرحوم میانوالی03316707116

(4) جامعہ ضیاء القرآن درابن روڈ محلہ توحید آباد ڈیرہ اسماعیل خان

ناظم جامعہ قاری سیف اللہ خالد صاحب03467864306

(5) اشاعت اکیڈمی اینڈ پرنٹنگ ایجنسی محلہ جنگی پشاور0915515698

فهرست

﴿تقریظ﴾

شہسوار میدان مناظرہ امام انقلاب قاطع شرک وبدعت رئیس المناظرین فاتح مرزائیت ورافضیت

حضرت مولانا **خضر حیات** صاحب بھکروی

ورثۃ الانبیاء حضرات علماء کرام پر جس طرح دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری ہے اسے کہیں بڑھ کر تحفظ دین کی بھی ذمہ داری ہے تحفظ دین سے مراد دین حنیف کو نقص وزیادت سے محفوظ رکھنا وارثان خاتم الانبیاء پر فرض ہے کہ وہ دین کو اصلی صورت میں پیش کریں اور ملحدین ومبتدعین اہل باطل کے ہر مکرو فریب تحریف وتبدیل کا سدباب کریں اوران کے شبہات کا احسن انداز میں رد کریں

ملحدین مبتدعین اور زائغین اہل باطل کے شبہات کو دفع کرنے اوران کی شوشہ بازی اور خودساختہ تاویلات واستدلات کے رد کے لئے علم المناظرہ کی ضرورت ہے تا کہ طالبان حق وساوس اور شبہات سے محفوظ رہیں اگرچہ بعض شہرت پسند نااہل قسم کے عناصر نے لفظ مناظرہ کو اتنا بدنام کردیا ہے کہ عموما اہل علم بھی مناظرہ کا لفظ سنتے ہی گھبرا اٹھتے ہیں اور مناظرہ کو متانت اور سنجیدگی کے خلاف سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ کہ مناظرہ ایک اہم دینی وشرعی ضرورت ہے

قرآن وسنت اور آثار صحابہ کرام کے متعدد نصوص اس کے ثبوت پر موجود ہیں البتہ مناظرہ کے لئے کچھ شرائط اور اصول وضوابط ہیں جن کا معلوم کرنا ضروری ہے انہی شرائط واصول کی وضاحت کے لئے اخی المکرم مناظر اسلام فخر الاماثل حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب نے اپنے

شیخ المعظم استاذالعلماء امام المناظرین الصمصام علی المشرکین والمبتدعین عمدۃالمدرسین فخر الکاملین عالم ربانی شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی امیر عبداللہ صاحب کے بعض افادات کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے

جس کانام تہذیب المباحثہ فی توشیح المنا ظرہ المعروف ھدیۃالمناظر رکھا ہے

بندہ پر تقصیرکواس کتاب کے مطالعہ کاشرف حاصل ہواہےاورانتہائی مفید پایااللہ تعالیٰ مرتب کوجزائے

خیرعطافرمائےاوررسالہ ھذاکانفع عام فرمائے امین

ازخادم اشاعت التوحیدوالسنۃ

خضر حیات غفر اللہ لہ

تقریظ

سیف بے نیام مناظر اسلام للکار اشاعت حضرت مولانا علامہ **عبد القدوس** حیدری

صاحب میانوالوی .

نحمده و نصلیٰ علیٰ رسوله الکریم

بندہ نے چند مقامات تهذیب المباحثه فی تو شیح المنا ظره المشهور هدیة المناظر کے پڑھے اور چند مقامات مؤلف کتاب مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عثمان صاحب زید مجدہ نے پڑھ کر سنائے بہت خوشی ہوئی کہ مولانا موصوف کی ابتدائی تالیف ہونے کے اعتبار سے دین کی بہت ہی حوصلہ افزاء خدمت ہے

فن مناظرہ کا ذوق رکھنے والے معلمین و متعلمین کیلئے عظیم علمی تحفہ ہے

حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب زیدہ مجدہ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے باطل سے ٹکرانے کیلئے ہر وقت مستعد نظر آتے ہیں

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی سعی کو قبول فرمائیں اور مزید ہمت و خلوص نصیب فرمائے آمین

بندہ عبدالقدوس حیدری

تقریظ

عقق دوراں امام المدرسین مناظر اسلام علامہ **مفتی عبد الستار** خواجہ صاحب

یروی

ہ نے ھدیۃ المناظر کے مختلف مقامات کا مطالعہ کیا اور انتہائی مفید پایا گویا کہ اسم با مسمی تھے اس
ی دور میں خالص مذہبی مسائل پر اللہ کی رضا کیلئے تحقیق وتدقیق پر قلم اٹھانا عند اللہ مقبولیت کی
ت بڑی دلیل ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان واقف رموز علم وعرفان حضرت مولانا مفتی محم
ان صاحب کی قلم کو علماء وعوام کیلئے افادہ کا ذریعہ بنائے اور ایسے علمی ومذہبی مسائل پر مزید زور
ت اور ترقی عطاء فرمائے امین

عبدالستار خواجہ

13-3-2013

﴿تقریظ﴾

متکلم الاسلام المفتی مولانا ابو طه **یاسر وقاص** ناظم تعلیمات جامعه ضیاء القرآن

ڈیرہ اسماعیل خان

الحمد لمن هو معطی نعماء اترعت حیاضها والآء ازهرت ریاضها والصلوٰة والسلام علیٰ اشرف البریات سید المرسلین والابرار **اما بعد** فان الاخ الصالح الشاب الزکی المفتی محمد عثمان ساکن هرنولی قد کتب فنصب لارباب العلم مناصب الاجلال حیث اجاد فی مباحث المناظره بزیادة الکمال فما ظنک بمرشده و مرشدنا و مربیه مربینا الذی افاده بضائع العلوم من کل مرمی سحیق و فج عمیق .

من قال امین ابقیٰ الله مهجته

فان هذا دعاء یشمل البشرا

من الله علینا بالنصرة من شباب جماعة اشاعة التوحید و السنة اللهم اجعل هذا السفر الجلیل للدارین ذخیرة انت ولی التوفیق و بیدک ازمة التحقیق

انا العبد ابوطه یاسر وقاص عفا الله عنه

الحمدلله رب العالمین

لاشریک له وبذلک امرت وانا من المسلمین والصلوۃوالسلام علی سیدالمرسلین وعلی اله واصحابه الذین سعوا فی اشاعت التوحید والسنۃعاملین بقوله تعالی ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃوالموعظۃالحسنۃوجادلهم بالتی هی احسن الایۃ اما بعد...

راقم السطور بندہ ناچیز محمد عثمان بن گلزار احمد عرض کرتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں جامعہ ضیاء القرآن کی بہت شہرت سنی تھی جس کی وجہ سے علمی پیاس بجھانے کیلئے جب جامعہ ضیاء القرآن ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف رخت سفر باندھا اور اس عظیم مرکز دعوت والارشاد میں داخلہ ہوا تو اس کے فیوض و انوار کا وہ مشاہدہ نصیب ہوا کہ قلم اس کا اظہار سے قاصر ہے اور معلوم ہوا کہ جو کچھ اس مادر علمی کے بارے میں سنا تھا اس سے کئی گنا زیادہ تعریف کا حقدار ہے مزید یہ کہ اس مکتب روحانی کی کرامات کثیرہ میں سے بڑی کرامت یہ ہے کہ یہاں آکر نہ چاہتے ہوئے بھی طلباء فن مناظرہ کی طرف التفات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور مذاہب باطلہ کے ایوانوں میں تہلکہ مچادینے والی خوبیاں اجاگر ہونے لگتی ہیں اور قرآن وسنت کی سچی محبت اول مقصد نظر آنے لگتی ہے میرے شیخ اور مربی کی شب وروز کی محنت اور کاوش سے طلباء میں جرات و بہادری کا جوہر نمایاں نظر آنے لگتا ہے اور عام فہم طرز استدلال مخالفین میں ہل چل مچادیتا ہے چونکہ زندگی کا طویل عرصہ اس جامعہ میں گزرا ہے اور اس جامعہ کی روح رواں اور رونق استاذ ناواستاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول سلطان المناظرین الشیخ مولنا مفتی امیر عبداللہ صاحب دامت فیوضہم کی زبانی ہر وقت قیمتی موتی عام ملا کرتے ہیں۔ انہی ملفوظات میں سے فن مناظرہ کی مختصر مگر ضروری بحث کو زیر قلم لانے کی کوشش کی ہے تا کہ طلباء اور خصوصاً اس فن سے لگاؤ رکھنے والے لوگ مستفید ہوسکیں یہ مجموعہ یقیناً اہل قدر کے لیے خوشگوار تحفہ

ثابت ہوگا۔
میری جو باتیں اچھی اور بھلی محسوس ہوں وہ اسی گلشن ضیاء القرآن کے توڑے ہوئے پھولوں کی خوشبو ہوگی اور اگر کوئی بات درست نہ ہو تو میری ہی سہو اور لغزش قلم کا نتیجہ ہوگی اصلاح کی نیت۔ تنبیہ کرنے والا اجر کا مستحق ہوگا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس جامعہ اور اس کے اساتذہ کو دن دگنی رات چگنی ترقیاں عطا فرمائے اور اساتذہ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے امین۔

الاعمال بالنیات واللہ من وراء القصد

محمد عثمان ہرنولوی مدرس جامعہ ضیاء القرآن درابن روڈ ڈیرہ اسماعیل خان

((تمہید))

علم مناظرہ سے واقفیت بہت ضروری ہے خصوصاً آج کل علماء طلباء کے لئے قوانین واصول مناظرہ کا مستحضر رہنا ضروری ہے کیونکہ اس پرفتن دور میں علم مناظرہ کو اس قدر غلط رنگ میں پیش کیا جانے لگا ہے کہ ہر ذی شعور اور دانشمند آدمی مناظرین اور علم مناظرہ سے نفرت کا اظہار کرنے لگا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہرار دو رسالہ پڑھنے والا اور خطبات سے رٹی رٹائی تقاریر کرنے والا چند تاویلات فاسدہ اور اعتراضات کا سہارا لیکر اہل علم کو چیلنج کرنے لگا ہے حالانکہ مناظر کے لئے جو شرائط و خوبیاں درکار ہیں ان میں سے شرط اول مناظر کا صاحب علم ہونا ہے۔

کیونکہ مناظر دینی سرحد کا وہ عظیم سپاہی ہوتا ہے جو ہر بے دین اور دشمن اسلام کے مکر وفریب کو بے نقاب کرتا ہے اور اسلامی عقائد ومسائل کو اصلی حالت میں برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور ہر معترض کے اعتراض کو رفع کرتا ہے۔ ہر مبلغ اور مقرر کے لئے بھی اس علم سے واقفیت ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات مبلغین اور مقررین کے حلقہ احباب میں معترضین بھی موجود ہوتے ہیں اور علماء کو لاجواب کر کے رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے فن مناظرہ پر ہونے والے اعتراضات اور وساوس کا جواب ہونا ضروری ہے جو کم فہم لوگوں کے ذہن میں آتے رہتے ہیں اکثر مخالفین ان اعتراضات کا سہارا لیکر اس عظیم مقصد سے علماء اور طلباء کو دور کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں

پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔

مناظرہ فضول چیز ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کوئی نہیں مانتا ہے اس لیے اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

جواب: مناظرہ فضول چیز نہیں بلکہ دین کی حفاظت کا اہم رکن علم مناظرہ ہے اگر مناظرین نہ ہوتے تو حق و باطل میں تمیز اس پرفتن دور میں مشکل تھی انہوں نے دین حنیف کو اصلی ہیئت میں برقرار رکھنے کے لئے اپنی زندگیاں لگا دیں اور یہ اعتراض کہ فائدہ نہیں ہوتا یعنی مسئلہ حق تسلیم کوئی نہیں کرتا اور کوئی شکست کو قبول نہیں کرتا تو معذرت کے ساتھ یہی کہا جائے گا کہ اس طرح کا فائدہ تو اللہ کے نبی اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظرہ میں بھی ضدی کو نہیں ہوا تھا کیا کہا جائے گا کہ وہ کامیاب مناظرہ نہیں تھا کیونکہ ابراہیمؑ نے نمرود سے بحث مباحثہ اور مناظرہ کیا تو قرآن کریم نے مناظرہ کا فیصلہ ان الفاظ میں سنایا۔

فبهت الذی کفر

[البقرہ 258]

ہکا بکا رہ گیا وہ کافر یعنی نمرود شکست خوردہ ہوا مگر مسئلہ تسلیم نہ کیا اور شکست قبول نہ کی بلکہ مزید انتقام پر تر آیا الغرض معترض کا مطلوبہ فائدہ حاصل نہ ہوا تو احقاق حق اور ابطال باطل ہی نفع کافی ہے ضدی مخالف تسلیم کرے یا نہ کرے حق کے متلاشی لوگوں کو عین الیقین ضرور ہو جاتا ہے اور یہ نفع بھی بہت بڑا ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ نے فرمایا کہ مناظرہ کی دو غرضیں ہوسکتی ہیں ایک اظہار حق اور حق واضح ہو جانے کے بعد اس کا قبول کر لینا اس کی تو آج کل امید نہیں اور دوسری غرض غلبہ کا اظہار ہے

[کلمۃ الحق صفحہ 51]

دوسرا اعتراض: مناظروں میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے فساد پھیلتا ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔

جواب: یہ اعتراض بھی کم ہمتی پر مبنی ہے اور دینی حمیت اور غیرت کے خلاف ہے کیونکہ جھگڑے کا ہونا یہ امکان تو دین کے ہر شعبہ میں ہے جیسے تبلیغ کی وجہ سے کوئی ناراض ہو جائے یا جہاد فی سبیل اللہ

کو بھی لوگ فساد سے تعبیر کرتے ہیں یہ کوئی قوی اعتراض نہیں ہے معترض سے سوال کیا جائے کہ آیا ہر مناظرہ میں لڑائی ہوتی ہے یا کسی کسی مناظرہ میں پہلی صورت میں اگر یہ کہا جائے کہ ہر مناظرہ میں
2 لڑائی ہوتی ہے تو یہ بداھت کے خلاف ہے کیونکہ بہت سارے ایسے مناظرے ہوتے ہیں جو بالکل امن سکون سے اختتام پذیر ہو جاتے ہیں

دوسری صورت میں اگر کہا جائے کسی کسی مناظرہ میں لڑائی ہوتی ہے تو اس طرح کبھی کبھی تو سکول کالج بازار مدرسہ میں بھی لڑائی ہو جاتی ہے بعض اوقات کسی بے نمازی کو تبلیغ کرو تو وہ لڑنے لگ جاتا ہے اب کوئی آدمی کہے کہ تبلیغی جماعت کو بند کیا جائے لڑائی کا امکان ہوتا ہے بازاروں، مدارس، سکول و کالجز کو بند کیا جائے کہ لڑائی کا امکان ہے تو یہ اعتراض بھی فضول ہوگا اس امکان فساد کی وجہ سے یہ کام بند نہیں ہو سکتے اگر سر میں جوئیں ہوں تو ان کا علاج کیا جاتا ہے سر کو نہیں کٹوایا جاتا اور اگر زکام ہو تو اس کا علاج کیا جاتا ہے ناک کٹوانے کا کوئی مشورہ نہیں دیتا اس خدشہ کی وجہ سے علم مناظرہ سے اعراض نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرا اعتراض: مناظرہ کا انجام شور و شغب اور تعصب و عداوت اور کینہ ہے اور یہ کام حرام ہیں۔

جواب: آج کل چونکہ مناظرہ اصول کے ساتھ نہیں ہوتا اس لئے یہ امور واقع ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ بھی متنفر ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مناظرہ صرف جھگڑے کا نام ہے اور اس بارے میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

یہ کام بیشک حرام ہیں ان سے بچنا واجب ہے جیسا کہ علم حدیث اور تفسیر و فقہ کے جاننے سے بعض لوگوں کو کبر عجب اور نمود اور طلب ریاست ہو جاتی ہے کہ انکی حرمت میں بھی کچھ شک نہیں اور ان سے احتراز کرنا واجب ہے مگر علم سے منع نہ کرنا چاہیے اس خیال سے کہ آخر میں یہ خرابی اس سے ہوگی اور دلیل کا طلب کرنا اور اس کے حال سے بحث کرنا کیسے ممنوع ہو سکتا ہے مطلب یہ ہے کہ ان علتوں

کو ختم کیا جائے نہ کہ علم مناظرہ کو۔

چوتھا بڑا اعتراض: کہ دین میں صرف دعوت دینا ہے مناظرہ کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہیں بھی نہیں ہے:

جواب: جس بات کا علم نہ ہو تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اس کا ثبوت ہی نہیں ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ میرے علم میں نہیں ہے اسی طرح مناظرہ کا ثبوت بھی قرآن وحدیث میں مختلف مقامات سے ثابت ہوتا ہے۔

تاہم یہ بھی یادرہے کہ بسا اوقات مناظرہ پر مجادلہ کا لفظ بھی بولا جاتا ہے

(1) سورۃ ال عمران میں آپ ﷺ کا عیسائیوں سے مناظرہ اور بحث مباحثہ موجود ہے

(2) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 258 میں مذکور ہے اور مناظرہ کا فیصلہ بھی اللہ تعالیٰ نے بطور تعریف کے ذکر فرمایا ہے۔

فبهت الذی کفر

ترجمہ۔ حیران رہ گیا وہ کافر۔ اور ابراہیم علیہ السلام کامیاب ہوئے نمرود سے کوئی جواب نہ بن پڑا

(3) حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے بحث مباحثے کیا کرتے تھے حتیٰ کہ قوم نے تنگ آکر کہا

قالوا ینوح قدجادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنابماتعدنا...

[سورۃ ھود آیت نمبر 32]

کہنے لگے اے نوح تحقیق تونے ہمارے ساتھ بہت بحث مباحثے جھگڑے کر لئے بس اب وہ عذاب لے آ جس کا تو ہمارے ساتھ وعدہ کرتا ہے

(4) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ساتھ بحث ومباحثہ کیا اور فرعون کہنے لگا

ومارب العالمین۔۔ [سورۃ الشعراء آیت نمبر 23]

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے جوابات ارشاد فرماتے رہے بالآخر فرعون نے لا جواب ہو کر کہا

میں تمہیں جیل میں ڈال دوں گا **لاجعلنک من المسجونین۔**

[سورۃ الشعراء آیت نمبر 29]

(5) اور اسی طرح رجل مومن کا فرعون سے مباحثہ کرنا ثابت ہے

غرض یہ کہ قرآن مجید میں بیشمار مقامات پر کفار سے بحث مباحثے اور مناظروں کا ذکر ہے یہ چند مقامات بطور ثبوت پیش کیئے ہیں لیکن قرآن مجید میں صرف ثبوت ہی نہیں بلکہ مناظرہ کا حکم بھی موجود ہے جس طرح کہ سورۃ النحل میں تبلیغ کے طرق کو بیان کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ

و الموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالتی ھی احسن۔۔۔

[سورۃ النحل آیت نمبر 125]

طریقہ تبلیغ میں سے پہلا طریقہ ہے دعوت بالحکمۃ۔ ای بالحجج والدلائل ہے یعنی دلیل اور حجت کے ساتھ لوگوں کو بلایا جائے جھوٹے قصے کہانیاں سنا کر نہیں اور دوسرا طریقہ الموعظۃ الحسنۃ ہے یعنی وہ وعظ جو قرآن و حدیث اور سچے واقعات سے لبریز ہو

اور تیسرا طریقہ جادلھم بالتی ھی احسن ہے کیونکہ تمام لوگ یکساں نہیں ہوتے

دعوت کے مخاطبین تین قسم پر ہیں

(1) خالی الذہن عوام (2) تعلیم یافتہ طبقہ (3) حجت باز معاندین

اگر پڑھے لکھے اور دانشور لوگوں کے سامنے بیان کرنا ہو تو دلائل کے ساتھ مسئلہ سمجھایا جائے کیونکہ یہ لوگ دلائل سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور جتنے دلائل پختہ ہوں اتنا ہی دعوی قوی ہوتا ہے

اور اگر خالی الذہن عوام اور سادہ لوگوں میں تبلیغ کرنا ہو تو وہاں پر دلائل کے ساتھ ساتھ قصص واقعات

ترغیب وترہیب کا پہلو زیادہ کارآمد ہوتا ہے لیکن واقعات وقصص بیان کرنے میں موضوع روایات سے پرہیز کرنا بھی ضروری امر ہے اس لئے موضوعات سے اجتناب کیا جائے۔

تیسرا طریقہ اگر مخاطب حجت باز معاندین ہوں اور بحث مباحثہ ہو جائے تو جادلھم بالتی ھی احسن یعنی اچھے اور عمدہ طریقہ سے مناظرہ کرو اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں

جادلھم....ای ناظر معاندیھم یعنی معاندین کے ساتھ مناظرہ کرو۔

[روح المعانی جلد 14 صفحہ 254]

اور صاحب مدارک فرماتے ہیں

وھو ردعلی من یابی المناظرۃ فی الدین

[تفسیر النسفی جلد۲ صفحہ۲۴۲]

یہ آیت ان لوگوں کی تردید میں ہے جو دین میں مناظرہ کرنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

مولنا علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں یعنی بہت اچھے اور عمدہ طریقہ سے ان سے مناظرہ کرو

[تفسیر مظہری جلد 6 صفحہ 460]

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں جس بات کا خداتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا ہو اسکو برا جاننا اور اس پر عیب رکھنا کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔

[ساٹھ علوم ص۵۴]

مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں جادلھم بالتی ھی احسن یعنی جب بحث آہی پڑے تو شائستہ عنوان سے گفتگو کیجئے

[تفسیر ماجدی جلد اول صفحہ 576]

معلوم ہوا مناظرہ شرعی و دینی ضرورت ہے اس کا انکار اور اس کی اہمیت کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں ہے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین بھی منکروں سے حجت اور جدال کیا کرتے تھے سب سے پہلے بدعتیوں سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے مناظرہ کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خارجیوں سے بحث کرنے کے لئے بھیجا [احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 159]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک شخص تقدیر کے منکر سے مناظرہ کیا اور وہ اپنے مذہب سے تائب ہوا اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک قدریہ سے مناظرہ کیا اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن عمیرہ سے ایمان کے بارے میں مناظرہ کیا

[احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 160]

ان دلائل میں ثبوت مناظرہ اور حکم مناظرہ کا ذکر تھا کہ اگر بحث ہو جائے تو **جادلھم بالتی ھی احسن** یعنی با اصول اور ضد و عناد سے ہٹ کر اچھے طریقہ سے مناظرہ کرو

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر فریق مخالف بدزبانی پر اتر آئے تو کیا آدمی بے حس و ساکت بن کر بیٹھا رہے یا کچھ نہ کچھ علاج بالمثل کی گنجائش ہے؟؟

جواب: اگرچہ مناظرہ باوقار اور تہذیب و اخلاق کے دائرہ میں رہ کر کرنا چاہیے مگر بدزبان اور دائرہ اخلاق سے گری ہوئی گفتگو کرنے والے کی زبان بند کرنے کے لئے شریعت مقدسہ میں مشروط اجازت موجود ہے۔

قرآن کریم نے ایک مقام پر طریقہ مناظرہ بھی بیان فرمایا ہے۔۔۔۔**ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم۔۔**

[سورۃ العنکبوت آیت 46]

اہل کتاب سے مناظرہ اور مجادلہ عمدہ طریقہ سے کرو مگر جو لوگ ان میں سے زیادتی کریں اور زبان درازی پر اتر آئیں تو ان کا علاج بالمثل کرنے کی اجازت ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں اس صورت میں سختی اور درشتی کے ساتھ ان سے مجادلہ جائز قرار پائے گا [تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 139]

اور سورۃ النحل آیت 126 میں ہے

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به

اور اگر تم بھی سختی کرو تو اتنی کہ جتنی تم سے کی گئی ہے اس کی اجازت ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ فرماتے ہیں شریعت میں عام فطرت بشری کا لحاظ کر کے انتقام بالکل جائز ہے [تفسیر ماجدی جلد اول صفحہ 576]

تفسیر جواہر القرآن میں

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ تفسیر روح المعانی کے حوالہ سے فرماتے ہیں

الاالذین ظلموا...... الخ

البتہ ان میں سے جو ضد وعناد اور بے انصافی پر اتر آئیں اور نرمی کا ان پر اثر نہ ہو تو ان کے ساتھ ذرا سخت لہجہ اختیار کر لو تا کہ ان کے غرور واستکبار کا جواب ہو جائے

[تفسیر جواہر القرآن جلد 2 صفحہ 883]

لیکن اگر فریق مخالف کی زبان درازی کو برداشت کر کے صبر کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا ہے جس طرح کہ آیت کے اگلے حصہ میں اس کی طرف اشارہ ہے **ولئن صبر تم لهو خير للصٰبرين**

تاہم علاج بالمثل جائز ہے اور ضرورت کے وقت اس کو اپنانا چاہیے۔

وفي الشر نجاة حين لا ينجيک احسان

[دیوان الحماسہ صفحہ 13]

اس کے علاوہ احادیث شریفہ میں بھی علاج بالمثل کے بے شمار واقعات موجود ہیں
اور فقہاء نے بھی اس کو جائز رکھا ہے

التعنت لدفع التعنت مشروع

[مجمع الانہر]

درشتی جائز ہے درشتی کو دفعہ کرنے کے لئے یعنی اگر فریق مخالف کوئی حیلہ کرے یا دھوکہ دے تو اس کا دفاع کرنے کے لئے سختی کرنا جائز ہے۔۔۔۔

علم المناظرہ

هو علم يعرف به كيفية آداب اثبات المطلوب
اَوْ نَفْيِهٖ اَوْ نَفْيِ دَلِيْلِهٖ مَعَ الْخَصْمِ البحث عن كيفية البحث [الرشیدیہ صفحہ 7]

علم مناظرہ وہ علم ہے جس سے اپنے مدعا کا اثبات فریق ثانی کے مدعا اور دلیل کی نفی اور اسے توڑنے کی پہچان حاصل ہو

علم مناظرہ کا موضوع:

الادلة من حيث انها تُثْبِتُ الْمُدَّعىٰ علىٰ الغير

علم مناظرہ میں دلائل سے بحث کی جاتی ہے لھذا اسکا موضوع ادلہ ہیں لیکن اس حیثیت سے کہ وہ مدعا کو غیر پر ثابت کردیں

غرض وغایت علم مناظرہ:

صيانة الذهن عن الخطاء في الوصول الى المطلوب

نتیجہ تک پہنچنے میں جو غلطی رکاوٹ بنتی ہے اس غلطی سے ذہن کو بچانا یعنی بحث مباحثہ کی غرض بحث کا

صحیح کرنا اور غلطی سے بچنا ہے۔

تحقیق لفظ مناظرہ

المناظرة ماخوذة من النظير او من النظر [الرشیدیہ صفحہ 9]

مناظرہ نظر سے ماخوذ ہے یا نظیر سے لیکن اگر نظیر سے مشتق مانا جائے تو اعتراض ہوتا ہے کہ نظیر صفت

مشبہ کا صیغہ ہے اور مناظرہ اس سے کیسے اخذ ہو سکتا ہے

جواب: یہاں ماخوذ حقیقی نہیں بلکہ اخذ مجازی ہے کیونکہ نظیر اور نظر دونوں کا ماخذ

اشتقاق (ن، ظ، ر) ایک ہی ہے اور اتحاد ماخذ کی وجہ سے اسکو مشتق اور ماخوذ کہا گیا ہے

فاندفع الاشکال

اگر مناظرہ من النظیر ہو تو مراد

مناظرین کا برابر ہونا ہے یعنی یہ نہ ہو کہ ایک طرف پرائمری ٹیچر ہو اور دوسری طرف شیخ الحدیث

صاحب ہوں ایک طرف اردو رسالہ سے رٹی رٹائی جوشیلی تقریریں کرنیوالا ہو اور دوسری طرف

صاحب علم عالم باعمل ہو یہ نہیں ہونا چاہئے کہ کمال کے اعلیٰ درجہ پر فائز شخص کا مقابلہ کسی فضولی سے ہو

لہذا دونوں مساوی فی العلم ہونے چاہییں

اگر مناظرہ من النظر ہو تو درج ذیل معانی ہوں گے

(1) نظر بمعنی رویت بصری ہو تو

ینبغی للمناظرین ان یبصر کل واحد منهما الاخر

دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہوں تا کہ ایک دوسرے کو آسانی سے دیکھ سکیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال

کر گفتگو کرنے کا جذبہ برقرار رہے

(2) نظر بمعنی التفات النفس الی المعقولات و التامل فیھا

یعنی مناظر اپنے نفس کو معقولات کی طرف متوجہ کرنے والا ہو اور غور و فکر کرنے والا ہو کہ میں جو کہہ رہا ہوں اس کا جواب کیا ہوگا اور اس کا رد کس طرح کرنا ہوگا

(3) نظر بمعنی المقابلہ ہو تو ان یجلس کل واحد منھما امام الاخر

ہر مناظر دوسرے کے سامنے بیٹھا ہو اور بھرپور مقابلہ اور دندان شکن جواب دینے کے لئے تیار ہو

(4) نظر بمعنی الانتظار ہو تو جس طرح کہ یہ معنی مستعمل فی القرآن الکریم ہے

هل ينظرون الا ان ياتيهم الله..... الخ البقره آیت 210

مطلب یہ ہوگا کہ ہر مناظر اپنی باری کا انتظار کرے دوسرے کی مکمل گفتگو سنے پھر اپنی بات کرے یہ نہ ہو کہ دونوں بیک وقت شروع ہو جائیں اور سمجھ ایک کی بھی نہ آئے

یہ لفظ مناظرہ کا لغوی مطلب تھا اب مناظرہ کی اصطلاحی تعریف کرتے ہیں جو ماہرین فن کے ہاں مقبول ہے

مناظرہ کی اصطلاحی تعریف:

توجه المتخاصمين فی النسبة بين الشيئين اظهارا للصواب

[الرشیدیہ صفحہ 9]

دو چیزوں کے درمیان نسبت میں مدعی اور منکر کا درست بات کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے ذہن کو متوجہ کرنا

فائدہ:

اور نسبت سے مراد نسبت تامہ خبریہ ہے

کیونکہ **لایتحقق المناظرۃ فی الانشائیات**

انشائیات میں مناظرہ نہیں ہوتا مثلاً کوئی کہے "نماز پڑھو" اس میں مناظرہ نہیں ہوگا اور جھگڑا نسبت میں اس طرح ہوگا کہ ایک فریق اس نسبت کے ثبوت کا دعوی کرے گا اور دوسرا نفی کرے گا مثلاً ایک فریق نے دعوی کیا کہ آپ ﷺ کو جمیع ما کان وما یکون کا علم غیب دیا گیا ہے دوسرا فریق اس نسبت کا انکار کرے گا کہ یہ خاصہ باری تعالیٰ ہے پھر اس پر دلائل کا سلسلہ شروع ہوگا

فائدہ

اور اسی طرح ہر چیز کے لئے علل اربع ہوکرتی ہیں

جس طرح ملا حسن نے سبحانہ ما اعظم شانہ کی وضاحت کرتے ہوئے علل اربع کا اثبات کیا ہے۔

(1) علت فاعلیہ (2) علت صوریہ (3) علت مادیہ (4) علت غائیہ

مثلاً کرسی کو دیکھیں تو اس میں یہ چار چیزیں موجود ہیں۔

1۔ اس کو بنانے والا نجار اور درکھان ہے جو بمنزلہ علت فاعلیہ کے ہے

2۔ اور کرسی کی ایک مخصوص صورت ہے جب کوئی کرسی کا لفظ کہتا ہے تو ہمارے ذہن میں اونٹے کی تصویر نہیں آتی بلکہ کرسی کی مخصوص صورت ذہن میں آتی ہے یہ علت صوریہ ہے

3۔ یہ کرسی کس چیز سے بنی ہے مثلاً لکڑی سے بنا یہ علت مادیہ ہے

4۔ علت غائیہ یہ ہے کہ یہ کیوں بنائی گئی ہے ویسے دیکھنے کے لئے یا بیٹھنے کے لئے تو بیٹھنے کے لئے بنایا جانا یہ علت غائیہ ہے

اسی طرح تعریف مناظرہ میں بھی علل اربع موجود ہیں

توجه المتخاصمين فی النسبة بين الشيئين اظهار اللصواب

توجہ کرنا علت صوریہ ہے

متخاصمین یہ علت فاعلیہ ہے

النسبۃ یہ علت مادیہ ہے

اظہار اللصواب یہ علت غائیہ ہے

یہ مناظرہ کی اصطلاحی تعریف تھی اور عند البعض دوسری تعریف بھی کی گئی ہے

مثلا : النظر من الجانبين فی النسبه بين الشيئين اظهارا للصواب

اسی طرح السید الشریف الجرجانی التعریفات میں یوں تعریف فرماتے ہیں

هی النظر بالبصيرة من الجانبين فی النسبة بين الشيئين اظهارا للصواب

[التعريفات صفحه 161]

لیکن مقصود و مطلب ان سب تعریفوں کا ایک ہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے بفرق یسیر

مجادله

هی المنازعة لا لاظهار الصواب بل لالزام الخصم

[الرشیدیہ صفحہ ۱۲]

یعنی ایسا جھگڑا جس میں اظہار صواب مقصود نہ ہو بلکہ خصم کو رسوا اور چپ کرانا مقصود ہو

آجکل عموما نام تو مناظرہ کا لیا جاتا ہے لیکن مجادلہ ہوتا ہے کیونکہ اظہار صواب مقصود نہیں ہوتا اکثر مخالف کو چپ کرانے کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ مناظرہ سے فرار ہونے کی ایک شکل بن جاتی ہے

مکابرہ

هی المنازعة لا لاظهار الصواب ولا لالزام الخصم

بل لامر آخر کظهور علمه

[الرشیدیہ صفحہ 12]

یعنی ایسا جھگڑا جس میں اظہار صواب مقصود نہ ہو اور نہ ہی خصم اور مخالف کو چپ کرانا مقصود ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ علم کا اظہار کیا جائے یا کوئی اور مقصد ہو مثلاً دنیاوی جاہ و جلال عزت شہرت کا متلاشی ہونا یعنی ہر تقریر میں چیلنج کرنا پھر گھوم گھما کر اپنے علاقے کی طرف گھوم جانا اور سامنے بیٹھنے کی جرات تک نہ کرنا۔ العاقل تکفیه الاشارة

آج کل مناظرہ قلیل اور مکابرۃ اور مجادلہ کی کثرت ہے اس لئے مجادلین کے سدباب کے لئے بھی غور وفکر انتہائی ضروری امر ہے

مناظرہ کا طریقہ:

مناظرہ کے لئے دو فریق ہوتے ہیں ایک مدعی اور دوسرا مدعی علیہ ہوتا ہے

مدعی کو معلل اور مجیب بھی کہا جاتا ہے

اور مدعی علیہ کو سائل ناقی اور منکر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے

مناظرہ میں مشکل کام ابتدا تعیین مدعی اور مدعی علیہ ہے اور اصل تعیین مدعی کا کیا جاتا ہے جب مدعی متعین ہو جائے تو دوسرا خود بخود منکر اور مدعی علیہ بن جائے گا

[مدعی اور مدعی علیہ]

حسی اشیاء میں متنازع فیہ شی جس کے قبضہ میں ہوگی وہ مدعی علیہ ہوگا اور دوسرا فریق مدعی ہوگا

لیکن عقائد و مسائل میں یہ ضابطہ کار آمد نہیں ہوتا اس لئے مدعی کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں

فقہاءؒ کے نزدیک مدعی کی تعریف:

المدعی من اذا ترک ترک.

جو اپنا دعوی چھوڑ دے تو اس سے چھوڑ دیا جائے وہ مدعی ہوتا ہے مثلاً انبیاءؑ اولیاءؒ کے لئے جمیع ما کان و ما یکون کا علم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والا مدعی ہوگا اور اگر وہ اس عقیدہ سے باز آ جائے تو اسے بحث مباحثہ اور مناظرہ نہیں کیا جائے گا

اسی طرح رفع الیدین، قرات خلف الامام، سماع الموتی اعادۃ الروح فی البدن قبل یوم القیامۃ عادۃً ان کے قائلین مدعی ہونگے اگر ان دعاوی سے باز آجائیں تو ان سے بحث نہ کی جائے گی

مدعی کی دوسری تعریف:

الذی یثبت امرا زائداً فھو المدعی

جو زائد بات کو ثابت کرے وہ مدعی ہوگا مثلاً ختم نبوت کے مسئلہ میں مرزائی مدعی ہونگے کیونکہ آپ ﷺ تک نبوت کو فریقین تسلیم کرتے ہیں اب آپ ﷺ کے بعد مسلمان کسی کذاب دجال اور قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے اور مرزائی امر زائد کے قائل ہیں لہذا وہ مدعی ہونگے

اسی طرح جب انسان فوت ہو جاتا ہے خواہ نبی ہو ولی ہو ہر ایک کی روح اس بدن عنصری سے نکل جاتی ہے اس بات پر فریقین متفق ہیں الا البعض مگر اس کے بعد کچھ لوگوں نے نص قطعی "یمسک التی قضیٰ علیہ الموت" کے ہوتے ہوئے اعادہ روح لجمیع الاموات کا قول باطل کر دیا ہے اب اعادہ کے قائلین مدعی ہونگے اور دعوی انکی طرف سے ہوگا اگر چہ دعوی بلا دلیل ہے اور دعوی با دلیل مقبول ہوا کرتا ہے (انکے اپنے اصول مناظرہ کے صفحات پر بھی یہ بات لکھی ہوئی ملتی ہے کہ مدعی ہم ہیں)

عندالمناظرین مدعی کی تعریف:

المدعی من نصب نفسه لاثبات الحکم بالدلیل

[الرشیدیہ صفحہ 14]

مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کو اثبات حکم کے لئے دلائل کے ساتھ پابند بنائے

مدعی علیہ کی تعریف:

مدعی علیہ چونکہ مدعی کی ضد ہے اور **تعرف الاشیاء باضداد ھا**

لہذا مدعی علیہ کی تعریف مدعی کے الٹ اور برعکس ہے

والسائل من نصب نفسه لنفی الحکم بالدلیل [الرشیدیہ صفحہ 16]

ای لنفی الحکم الذی ادعاہ المدعی بلانصب دلیل علیه

مدعی علیہ سائل وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو نفی کرنے کا پابند بنائے یعنی مدعی ۔۔ جو دعوی بلا دلیل کیا سائل اس کی نفی کرے گا جس طرح اعادہ روح قیامت سے پہلے یہ دعوی بلا دلیل ہے قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں نہیں ہے کہ قیامت سے پہلے روح بدن میں آجاتی ہے اور وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ قبر پر چڑی یا چڑا (چڑیا پرندہ) بیٹھا ہے

دعوی بلا دلیل کی نفی کرنے والے کو سائل منکر اور مدعی علیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے پہلے دعوی مدعی لکھتا اور پھر مدعی علیہ اور منکر اس کے جواب میں جواب دعوی لکھتا ہے اور دعوی سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیے چونکہ دعوی میں جو بات بھی زیر قلم آئے گی اس کا اثبات دلائل کے ساتھ کرنا ہوگا

اور دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے اور مدعی علیہ منکر کا کام اس دلیل پر نقض پیش کرنا ہے اس لیئے نافی اور منکر سے مطالبہ دلیل ظلم ہوگا لیکن اگر نافی و منکر بھی دلیل پیش کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے لیکن مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور اسے غصب کہتے ہیں

غصب

مدعی یا مدعیٰ علیہ اپنی ذمہ داری چھوڑ دے اسے غصب کہتے ہیں اور یہ بھی فن مناظرہ کے خلاف ہے
مثلاً کوئی شیعہ کہے **اشھد ان محمداً رسول الله علی ولی الله وصی رسول الله و خلیفته بلا فصل** کہنا جائز نہیں ہے اسکی دلیل دو تو اسکو کہا جائے گا کہ مدعی تم ہو لہٰذا دلیل سے یہ ثابت کرنا بھی تمہارے ذمہ ہے ہم سے مطالبہ دلیل غصب ہے اور یہ جائز نہیں فن مناظرہ کے خلاف ہے اور تمہارا مطالبہ کرنا فن مناظرہ سے عدم واقفیت کا ثبوت پیش کرتا ہے

اسی طرح بعض جہل مرکب یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد روح واپس بدن میں نہیں آتی اسکی دلیل دو اور ثابت کرو کہ مردہ قبر میں نہیں سنتا تو اسکو بھی یہی کہا جائے گا کہ شیعہ کی طرح غصب کر کے انکے نقش قدم پر نہ چلو بلکہ اعادہ روح اور سماع موتیٰ ثابت کرنا تمہارے ذمہ ہے

اگر چہ ہمارا دلیل دینے کا حق نہیں بنتا لیکن پھر بھی دلیل نہیں بلکہ دلائل کے انبار موجود ہیں لیکن ذرا یہ بھی تو پتہ چلے کہ دعویٰ با دلیل اور بے دلیل میں کیا فرق ہے۔

نقض

النقض وھو فی اللغة الکسر و فی الاصطلاح ابطال الدلیل
[الرشیدیہ صفحہ 28]

مدعی کی دلیل کو توڑنا اور نقض پیش کرنا یہ منکر اور مدعیٰ علیہ کا کام ہے مناظرہ میں نقض تفصیلی مقبول ہوتا ہے نہ کہ نقض اجمالی۔

یعنی صرف یہ نہیں کہ آدمی مدعی کی دلیل کے بارے میں کہہ دے کہ میں اسے تسلیم نہیں کرتا بلکہ اسکی

دلیل کو اس طرح توڑے اور نقض وارد کرے کہ فلاں فلاں علت کی وجہ سے نہیں مانتا

مثلاً غیر مجلدین امین بالجھر کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور دلیل میں کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے اس لئے سنت ہے

اس پر نقض تفصیلی وارد ہوگا کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اور کھڑے ہوکر پانی پینا جو کی روٹی کھانا ساری زندگی تہہ بند باندھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ضرور ہیں لیکن انکو سنت مؤکدہ تم بھی تسلیم نہیں کرتے ہو لہذا وجوب شئی یا ثبوت شئی سے سنیت کا قول کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ بول فی حالت القیام عذر کی وجہ سے تھا اور اسی طرح اذان تمہارے نزدیک بھی سنت مؤکدہ ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اذان والا عمل نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ ہر وہ چیز جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو وہ سنت مؤکدہ ضرور ہو اور جس پر عمل نہ کیا ہو وہ سنت نہیں یہ قول درست نہیں ہے

دلائل کے درجات

بحث و مناظرہ میں ہر فریق کو ضرورت ہوتی ہے کہ مختلف قسم کے دلائل سے اپنے مخاطب کو قائل کرے اور اپنی بات کو صحیح ثابت کرے ان میں سے کچھ دلائل تو وہ ہیں جو قطعی "یقین" کا فائدہ دیتے ہیں انکو حجت برھانیہ کہا جاتا ہے

بعض دلائل ایسے ہوتے ہیں جنکا درجہ اس سے کم ہوتا ہے

الحجة الجدلية:

اگر دلیل ایسی ہو جسکا انکار مخاطب یا مناظر نہ کر سکے اور مخاطب کے تسلیم شدہ اور اعتراف کردہ حقائق کی روشنی میں بات ثابت کردی جائے تو اسکو حجت جدلیہ کہا جاتا ہے

الحجة الخطابية:

اگر بات اول درجہ کی نہیں ہے کہ مخاطب ماننے اور تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے لیکن اسکی بات کو غالب

گمان کا درجہ حاصل ہو کہ شاید مان جائے اسکو حجت خطابیہ کہا جاتا ہے

الحجة الشعريه :

اگر صرف جذبات کو ابھارنے والی بات ہے جو دلائل کی وجہ سے نہیں محض متکلم کی قوت خطابت یا اشعار پڑھنے اور اس بات سے ایک ساحرانہ قسم کا اثر ڈالنے کی وجہ سے ہونا کہ مخاطب اسکی بات کو مان لے اسکو حجت شعریہ کہا جاتا ہے

الحجة المفروضة:

اگر دلائل غلط مفروضوں پر قائم ہوں یا کوئی ایسا مفروضہ ہو جو جھوٹ ہو ایسی دلیل کو حجت مفروضہ کہا جاتا ہے

حجت مفروضہ کی بھی دو قسمیں ہیں

اگر دلیل دینے والا غلط دلائل دے رہا ہے اور غلطی قصداً نہیں کر رہا بلکہ لاعلمی یا کم فہمی کی بنا پر ہے تو اسے غلط کہا جاتا ہے اور اگر جان بوجھ کر غلط بیانی کر رہا ہے اور مخاطب کو دھوکہ دینا مقصود ہے تو اسکو مغالطہ کہتے ہیں

قطعی دلائل جو یقین کا فائدہ دیتے ہیں وہ حجت برھانیہ ہیں

الحجته البر هانيه:

اسکو صرف برھان بھی کہتے ہیں جیسے **قل ها تو ابر هانكم ان كنتم صادقين**

وہ دلیل جو یقین کا فائدہ پہنچاتی ہو اسکے مقدمات بھی یقینی ہوتے ہیں اور جب مقدمات یقینی اور صحیح ہوں گے تو نتیجہ بھی صحیح ہوگا

برھان سے استدلال براہ راست اور بلا واسطہ ہوتا ہے اور (منطقی) قیاس کی شکلوں میں سے یہ وہ شکل ہوتی ہے جو یقین پر قائم ہو اور یقین پر منتج ہو مثلاً یہ عدد برابر برابر تقسیم ہو رہا ہے اور ہر وہ عدد جو برابر تقسیم ہو وہ جفت ہوتا ہے

نتیجہ: یہ عدد جفت ہے

قرآن کریم کے تمام دلائل اسی قبیل کے ہیں مثال کے طور پر قرآن مجید میں متعدد مقام پر آیا ہے جو اللہ عدم سے وجود میں لانے پر قادر ہے اور جسکی قدرت خلق کا کوئی انکار نہیں کر سکتا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دوبارہ زندہ کردے

اسکو قیاس استثنائی کی صورت میں ہم یوں بیان کریں گے

من کان قادراً علیٰ بدء الخلق فانہ، علیٰ اعادتہ بعد موتہ قادر لانھماٰ متساویان او لان الاخیر اھون علیہ من الاول

اس کبریٰ کا صغریٰ مقدم سے اسطرح نکلے گا لکن اللہ قادر علیٰ بدء الخلق بدلیل ما یخلق باستمرار

[دلیل یہ ہے کہ تسلسل کیساتھ پیدا کر رہا ہے]

نتیجہ: ھو قادر علیٰ اعادتہ

وہ اللہ اسکو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے

لیکن یہ مثال وہی دے سکتے ہیں جنکا عقیدہ ہو کہ قیامت سے پہلے اعادہ روح عادۃً نہیں ہوتا بلکہ وہ اموات ہیں اور دوبارہ روح قیامت کے دن آئے گی کیونکہ قانون خداوندی ہے

فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت

[سورۃ الزمر آیت نمبر 42]

جس نفس پر موت کا فیصلہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی روح کو روک لیتے ہیں اور

ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون

[سورۃ المؤمنون آیت نمبر 15]

پھر بے شک تم قیامت کے دن زندہ کیے جاؤ گے

دلیل: چونکہ دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے اسلئے دلیل کی تعریف کا بھی علم ہونا چاہئے

دلیل

الدلیل هو مایلزم من العلم به العلم بشئٍ اٰخر

[الرشیدیہ صفحہ نمبر 19]

دلیل وہ ہوتی ہے کہ جب اس بات کا علم ہو تو خود بخود دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے

اول کو دال اور ثانی کو مدلول کہا جاتا ہے

اسی طرح سید شریف الجرجانی الحنفیؒ نے التعریفات میں لکھا ہے

الدلیل فی اللغة هو المرشد وما به الارشاد

وفی الاصطلاح والذی یلزم من العلم به العلم بشئٍ اٰخر

[التعریفات صفحہ نمبر 76]

لیکن اس مشہور تعریف کے علاوہ صاحب رشیدیہ نے دوسری تعریف بھی کی ہے

والدلیل هو المرکب من قضتین للتادی الیٰ مجهول نظریٍ

[الرشیدیہ صفحہ 19]

اور یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ مناظرہ اسی بات میں ہوسکتا ہے جو دلیل کی محتاج ہو یعنی مناظرہ نظریات میں ہوتا ہے جو چیزیں واضح اور بدیھی ہوں ان میں مناظرہ نہیں ہوتا

المناظرة تکون فی النظریات لا فی البدیهات

مثلاً الشمس طالعة والنهار موجود یعنی سورج موجود ہے تو یہ واضح اور بدیھی بات ہے کہ دن بھی موجود ہے کیونکہ سورج دن کو طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ رات کو اسی طرح دو جمع دو چار ہوتے ہیں کوئی کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں اس پر دلیل دو اور مناظرہ کرو تو اسکو مناظرہ کی بجائے کسی مائنڈ

سپیشلسٹ کی طرف رجوع کرنیکا مشورہ دیا جائے گا

تو معلوم ہوا بدیھات میں مجادلہ یا مکابرہ ہوسکتا ہے مناظرہ نہیں کیونکہ مناظرہ میں اظہار صواب کی شرط ہے اور مجادلہ و مکابرہ میں کسی کو رسوا کرنے کیلئے یا عزت اور شہرت کے حصول کے لئے کوئی دو جمع دو برابر چار ہونے میں بحث کرے اور پانی میں مدھانی مارتا رہے تو الگ بات ہے

مناظرہ کس نیت سے کیا جائے......

اور یہ بھی یاد رہے کہ اس نیت سے بحث مباحثہ کرنا جائز نہیں کہ مسلمانوں کو رسوا اور ذلیل کیا جائے اسی وجہ سے فقہانے اسکی تردید کی ہے اور اگر دین کی سربلندی کے لئے بحث کرتا ہے تو یہ عبادت ہے اور کار ثواب ہے

جس طرح فقہ کی مایہ ناز کتاب میں لکھا ہے

المناظرة فی العلم لنصرة الحق عبادة و لاحد ثلاثة حرام لقهر مسلم ،ولاظهار علم ،ونیل دنیا او مال...الخ

[ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ]

مناظرہ اگر نصرت حق کیلئے کیا جائے تو عبادت ہے اور اگر دوسری تین وجوہ سے کیا جائے تو حرام ہے

لقهر مسلم،دوسرے مسلمان کو مغلوب اور نیچا دکھانے کے لئے بحث کرنا

لاظهار علم اپنے علم کے اظہار کے لئے کہ مجھ سے بڑا صاحب علم کوئی نہیں ہے اسلئے بحث مباحثہ کرے اور مسلمانوں کو خراب کرے تو یہ بھی حرام ہے

نیل دنیا او مال: دنیا کے حصول کیلئے یا مال و دولت کے اکتساب کیلئے بحث مباحثے کرے دینی فائدہ متصور نہ ہو تب بھی یہ بحث مباحثہ حرام ہے لہٰذا ان وجوہات سے اعراض کرتے ہوئے صرف اصلاح الناس کیلئے مناظرہ کرے تو جائز ہے.

ان وجوہات کیوجہ سے حصول علم بھی جائز نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بڑی سخت وعید ارشاد فرماء ہے

چناچہ حدیث شریف میں ہے

حدثنی ابن کعب بن مالک عن ابیه قال سمعت رسول الله یقول من طلب العلم لیجاری به العلماء او لیماری به السفهاء ویصرف به وجوه الناس الیه ادخله الله النار

[جامع الترمذی ابواب العلم حدیث 2654]

آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس وجہ سے علم حاصل کرے کہ وہ اس علم کے ذریعہ سے علماء کا مقابلہ کرے یا فخر کرے یا اس مقصد کے لئے علم حاصل کرے اسکے ذریعہ جاہلوں اور بے وقوفوں کیساتھ جھگڑا کرے گا یا اسوجہ سے علم حاصل کرے کہ لوگوں کے چہروں کو اپنی طرف متوجہ کرے یعنی مال و دولت عزت کا متلاشی ہو تو اس کو علم کا فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ایسے عالم کو اللہ تعالی جھنم میں پھینک دیں گے،

اور دوسری حدیث شریف میں آتا ہے

من تعلم علما مما یبتغی به وجه الله لا یتعلمه الا لیصیب به غرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامه

[مشکوۃ شریف]

جس نے اس علم کو جس علم سے اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اس لئے سیکھا کہ دنیا کی کسی غرض کو پالے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائیگا

مطلب یہ ہے کہ علم دین کا حصول ہو یا علم مناظرہ ہو نیت صرف اللہ کی رضا ہو اگر نیت درست نہ ہوئی تو وہی علم جو باعث رحمت تھا موجب زحمت بن جائے گا

اس لئے خوامخواہ آدمی چیلنج بازیاں نہ کرے لیکن اگر کوئی اھل حق کو چیلنج کرے تو پھر اس کے شوق کو پورا

کرنا بھی احسن اقدام ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يا ايها الناس لاتمنوا لقاء العدو وسلوا الله العافية فاذا لقيتموهم فاصبروا واعلموا ان الجنة تحت ظلال السيوف

[بخاری شریف حدیث نمبر ۵۲۰۳]

فرمایا اے لوگو ! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اللہ تعالی سے عافیت کا سوال کرو لیکن اگر دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو پھر پیچھے نہ ہٹو بلکہ مقابلہ کے لئے ڈٹ جاؤ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

مطلب یہ ہے کہ اگر حق کا دفاع کرتے ہوئے جنگ وجدال تک نوبت پہنچ جائے تو کافر و مشرک سے بھر پور مقابلہ کیا جائے

کامیاب مناظرہ کے لے مناظر کو درج ذیل خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے

شرائط واوصاف مناظر

1۔۔صاحب علم ہو یعنی علم پختہ ہو صرف خطبات سے تقریر کرنے والا مولوی نہ ہو

2۔۔فصیح ہو فصاحت کہتے ہیں ملكة يقتدر بها علىٰ التعبير عن المقصود بكلام فصيح فى اى غرض كان فصاحت ایسے ملکہ کا نام ہے کہ آدمی اپنے مقصود کو فصیح کلام کے ساتھ تعبیر کرنے پر قدرت رکھتا ہو

3۔۔بے جھجک ہو بلا خوف وخطر گفتگو کرنے والا ہو

4۔۔مضبوط گرفت کرنے والا ہو

5۔اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے والا نہ ہو

6۔ان لا يستعمل الالفاظ الغريبه

[الرشیدیہ صفحہ 79]

الفاظ نادرہ استعمال کرنے سے پرہیز کرے خصوصاً عوامی مناظرہ میں لیکن
اگر فریق مخالف متکبرانہ رنگ استعمال کرے تو اسکو سمجھانے کے لیے اجازت ہے

7۔ان لا یحسب الخصم حقیراً

[الرشیدیہ صفحہ 80]

فریق مخالف کو کمزور نہ سمجھے۔

8۔عوام کو اپنی طرف متوجہ کرے خصوصاً مخالف فریق کی عوام کو
یہ چیز عوام الناس میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے اور وہ جلدی حق کو قبول کرتے ہیں

9۔ان لا یکون جائعاً بکثرۃ الجوع و لا عطشاً بکثرۃ العطش لانهما یوجبان سرعة الغضب و لا ممتلیاً کل الامتلاء ایضاً لانه یوجب جمود الطبعیة

[الرشیدیہ صفحہ 80]

مناظرہ میں نہ بالکل بھوکا ہو نہ بالکل پیٹ بھرا ہو کم کھایا ہوا ہو
کیونکہ پیٹ بھرا ہو تو طبیعت پر بوجھ کا سبب بنتا ہے اور اگر زیادہ بھوکا ہو تو غصہ جلدی آتا ہے
اور مناظرہ میں غصہ کرنے سے اپنا نقصان ہوتا ہے

10۔دل میں عاجزی غالب ہو مگر انداز بہادرانہ ہونا چاہیے

نہد شاخ پر میوہ سر برزمین

11۔دل میں ہمدردی ہو کہ اللہ کرے عوام کو مسئلہ حق سمجھ آجائے

12۔صاحب حلم ہو یعنی مناظر حلیم ہو صبر و تحمل والا ہو اشتعال میں نہ آئے

13 آواز قدرے بلند ہو ورنہ زور لگا کر بولے تاکہ کسی کو سمجھ بھی آئے کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہو یہ نہ ہو کہ دل ہی دل میں بولتا رہے

14۔ علمی طاقت کے ساتھ ساتھ زور بازو بھی رکھتا ہو

.واعدوا لهم مااستطعتم من قوة [سورة الانفال آیت 60]

15۔ حافظہ تیز ہو یہ نہ ہو کہ آدھے گھنٹے بعد حوالہ یاد آئے

16۔ اگر مخالف بدزبانی پر اتر آئے تو بکواس کا جواب بھی دے سکتا ہو جواب علیٰ اسلوب الحکیم ہو یا علاج بالمثل ہو الضروريات تبيح المحظورات

17۔ان لا يضحک ولا يرفع الصوت ولا يتكلم بكلام السفهاء

[الرشیدیہ صفحہ 79]

مناظرہ میں فضول ہنسی مذاق سے پرہیز کرے اور بہت زیادہ زور لگا کر گفتگو نہ کرے

18۔ مناظرہ میں تکبرانہ انداز میں گفتگو نہ کرے نہ اس انداز میں بیٹھے [الرشیدیہ صفحہ 80]

19۔ کلام میں زیادہ اختصار نہ کرے نہ زیادہ طویل گفتگو کرے مجبر کے لے مناسب بھی یہی ہے

ينبغي ان يقتصر من الكلام علىٰ قدر الحاجة حذراً من اللغو

[ھکذا فی الرشیدیہ صفحہ 79]

20۔ مناظرہ سے پہلے دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے کہ یا اللہ میرے گناہوں کی وجہ سے آج پکڑ نہ کرنا یہ تیرے دین کا مسئلہ ہے اہل حق کو فتح نصیب فرما

متعلقات مناظرہ

وہ چیزیں جن کا مناظرہ کیساتھ تعلق اور واسطہ ہوتا ہے

موضوع۔ دعوی۔ مناظر۔ صدر مناظر۔ معاون مناظر۔ دلائل۔ شرائط مناظرہ۔ وقت، تاریخ۔ مقام۔

موضوع۔

یعنی عقائد پر بحث ہے یا مسائل پر اور موضوع کونسا ہے مثلاً عقیدہ علم غیب وغیرہ اور مسائل میں رفع الیدین وغیرہ یہ موضوع ہے

دعویٰ۔

دعوی کہتے ہیں قضية يشتمل علىٰ الحكم [الرشیدیہ صفحہ 16]

مدعی جو موقف اختیار کرتا ہے اسے دعوی کہا جاتا ہے اور مدعی علیہ و منکر جو موقف اختیار کرتا ہے اسے جواب دعوی کہا جاتا ہے مثلاً جمیع ما کان و ما یکون کا علم غیب انبیاء علیہما السلام اولیاءؒ کو عطا کیا گیا ہے یہ علم غیب کے موضوع پر دعوی ہے اور مدعی کا موقف ہے اور منکر کا جواب دعوی اور موقف یہ ہوگا کہ جمیع ما کان و ما یکونکا علم غیب کسی نبی، ولی کو نہیں دیا گیا بلکہ خاصہ باری تعالیٰ ہے

مناظر۔

مدعی ہو یا منکر ہو جو گفتگو کرنے والا ہو اسے مناظر کہا جاتا ہے

معاون:

مناظر کی ہیلپ و امداد کرنے والے کو معاون کہتے ہیں جو کتابیں کھول کر ساتھ رکھتا ہے اور مناظر کو حوالہ مستحضر نہ ہو تو رہنمائی کرتا ہے لہذا معاون اہل علم اور سمجھدار آدمی ہو

اور معاونت کا بہتر طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پرچی پر لکھ کر اپنے مناظر کو دیدے زیادہ بولنے سے بچے

صدر مناظر:

یہ مناظرہ کو کنٹرول کرنے والا ہوتا ہے اگر دوسرا مناظر اپنے دعوی سے ہٹ کر بات کرے تو یہ فریق مخالف کے صدر کو متوجہ کر کے اصل دعوی کی طرف لائے گا اور صدر مناظر جتنا صاحب علم اور ہوشیار و ایکٹو ہوگا اتنا ہی مناظرہ کے لئے مفید ثابت ہوگا

دلائل:

اصول۔ ۔ ۔ مطابق مسئلہ کے حل کیلیئے پہلے نمبر پر قرآن مجید پھر احادیث صحیحہ پھر اجماع اور قیاس مجتھد کا نمبر ہے

اور دیکھو اگر مناظرہ عقائد میں ہو تو خبر واحد صحیح بھی قبول نہ ہوگی

اس لیئے شیخ القرآن علامہ محمد طاہر پنج پیری فرمایا کرتے تھے

"جو لوگ کہتے ہیں کہ اصحاب قبور زندہ ہیں سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اعادہ روح ہوتا ہے ان سے ہمارا سوال ہے کہ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے یا یہ فروعی مسئلہ ہے

اگر عقیدہ کا مسئلہ ہے تو قرآن کی آیت پڑھو یا حدیث متواتر پڑھو اگر فروعی مسئلہ ہے تو اپنے امام شمس الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ کا قول پیش کرو "

شرائط:

جو اصول و قوانین طرفین کی طرف سے طے کیے جاتے ہیں ان کو شرائط کہا جاتا ہے مثلا فلاں مناظر ہو گا فلاں صدر مناظر، معاون، وقت، فلاں موضوع وغیرہ

وقت:

کتنے گھنٹے مناظرہ ہوگا اور کس وقت ہوگا دن کو یا رات کو اور ہر مناظر کتنی کتنی گفتگو کرے گا پانچ پانچ منٹ یا دس دس منٹ وغیرہ

تاریخ:

کس تاریخ کو مناظرہ ہوگا ہجری اور عیسوی سال اور شمسی قمری تاریخ کا تعین کیا جائے بعض اوقات شمسی اور قمری تاریخ کے ذریعے دھوکہ دیکر راہ فرار اختیار کی جاتی ہے

مقام:

کس مقام اور جگہ پر مناظرہ ہوگا

یہ ضروری ہے کہ جگہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر خطرات وفوائد کو مدنظر رکھ کے کیا جائے

معتدل آدمی کی جگہ ہو جو طرفین میں سے کسی کی طرف بھی زیادہ التفات نہ رکھتا ہو مخالف کی جگہ پر جانے میں بعض اوقات نقصان ہو جاتا ہے اور جس کی جگہ کا انتخاب کیا جائے وہ مستقل مزاج آدمی ہو اور باہمت ہو

حصہ دوم

عمدۃ الاصول فی حدیث الرسول

علم اصول حدیث کی اہم اور ضروری مباحث جو فن مناظرہ میں موید و مفید ہوتی ہیں۔

محدثین نے کسی روایت حدیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے میں رواۃ حدیث کو مختلف گوشوں سے دیکھا ہے کہ راوی ثقہ ہیں یا ضعیف ہیں کہیں کذاب راوی تو نہیں ہے سلسلہ حدیث متصل ہے یا منقطع ہے رواۃ حدیث حدیث نقل کرنے میں متفق ہیں یا مختلف اختلاف صرف تعبیر میں ہے یا حقیقی اختلاف ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روایات کئی اقسام میں منقسم ہو گئیں۔

جیسے صحیح، حسن، ضعیف، مسند، منقطع، معضل، مرفوع، مقطوع ابن صلاحؒ نے اپنی کتاب علوم حدیث میں روایات کی ۶۵ااقسام بیان کی ہیں اور علامہ سیوطیؒ نے تدریب الروای میں تقریباً ۹۳ اقسام بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایک مستقل عنوان کی حیثیت حاصل ہے

مختصر یہ ہے کہ حدیث کی اقسام تو بہت زیادہ ہیں مگر جو ضروری مباحث ہیں ان کو زیر قلم لانے کی کوشش کی گئی ہے اگر چہ اصول حدیث کی بحث علمی ہوتی ہے عام فہم زبان میں اس کی تسہیل و تشریح دشوار ہوتی ہے۔ مگر آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے

[مقدمہ]

تعریف علم اصول حدیث

ہو علم بقوانین یعرف بہا احوال الحدیث من السند والمتن

وہ علم ہے جس میں سند اور متن کے احول معلوم کیے جائیں۔

موضوع علم اصول حدیث:

موضوعہ السند والمتن [تدریب الروای ص ۲۳ مقدمہ]

موضوع اصول حدیث کا سند اور متن ہیں۔

غرض وغایت علم اصول حدیث

معرفۃ الصحیح من غیرہ [تدریب الروای ۲۳ مقدمہ]

اس علم میں مہارت رکھنے والا صحیح اور غیر صحیح احادیث میں تمیز کی پہچان حاصل کر سکتا ہے۔

چونکہ صحابہ کرامؓ شب و روز شمع نبوت سے براہ راست فیض یاب ہونے والے تھے اور صحابہؓ تمام کے تمام ثقہ اور قابل اعتماد تھے چونکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا اگر وہ ایمان لائے جس طرح تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت یافتہ ہوں گے یعنی قرآن نے صحابہ کو معیار ایمان قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ قابل اعتماد اور ثقہ تھے انھوں نے علم حدیث کی حفاظت کر کے صحیح طرح آگے پہنچا دیا چونکہ کے بعد والے سارے کے سارے

صحابہ کرامؓ کی طرح ثقہ اور قابل اعتماد نہیں تھے تو حدیث کو محفوظ کرنے کیلئے بعد والوں نے قوانین

مرتب کیے ہم ان میں سے چند کتب کا تعارف کرانا چاہتے ہیں

۱. الرسالة امام محمد بن ادریس الشافعیؒ

[پیدائش 150ھ المتوفیٰ 204ھ]

۲. مذاهب المحدثین امام علی بن المدینیؒ

۳. مقدمه صحیح مسلم امام مسلم بن حجاج قشیریؒ

[پیدائش 204ھ المتوفیٰ 261ھ]

۴. معرفه اصول الحدیث امام احمد بن هارون بردیجیؒ

۵. المحدث الفاضل بین الراوی والواعی امام حسن بن عبدالرحمن

رامهرمزیؒ

علامه ذهبیؒ نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا ہے.

وما احسنه من کتاب [سیر اعلام النبلاء ۱۶، ص ۷۳]

۶. علم الحدیث المعروف بمقدمه ابن الصلاح

امام عثمان بن عبدالرحمن صلاح الدین ابن عثمان بن موسیٰؒ [پیدائش 577ھ المتوفیٰ 643ھ]

۷. مقدمه جامع الاصول ابن الاثیر الجزریؒ

۸.الا لما ع الی معر فة اصو ل الرو ا ية وتقييدالسما ع

قا ضی عیا ض بن مو سی یحصبیؒ [پیـــد ائـــــش 476ھ

المتوفیٰ844ھ]

۹.مقدمة المتهيد لما فی المو طا من المعا نی والا سا نيد

اما م عبدالبر یو سف بن عبدالله نمر ی قر طبیؒ [پیـــدا ئـــش 378ھ

المتوفیٰ 423ھ]

۱۰.طبقا ت المحد ثين والرو اة حـــافـظ ابـونـعيـم احـمـد بن عبدالـلـه

اصفها نیؒ

[پیدا ئش 366ھ المتوفیٰ 423ھ]

﴿فصل﴾

سندومتن کے بیان میں

تعر یف سند او رمتن

چونکہ علم اصول حدیث کیلئے سند اورمتن کا جا ننا ضرو ری ہے اسلئے اولاً سند ومتن کی تعریف پیش خدمت ہے

الا سنا د : حکا یة طریق المتن وقا ل بعض العلما ء هو رفع الحدیث

الی قائله ومعنا هماواحد [تہذیب التھذ یب جلد 1 صفحہ 7]

اسناد کہتے ہیں متن کے طریقہ کو حکایت کرنا اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ حدیث کو اس کے قائل تک

لے جانے کو اسناد کہتے ہیں۔اور معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔

اما الا سنا دفهو رفع الحدیث الی قائله [تدریب الروای صفحہ 34]

و طریق المتن سمیی السند

وهم الرو ا ة الذین نقلو ا ذالک المتن وسمی سندا

[تھذ یب التھذ یب 1 صفحہ 7]

اور وہ روای ہیں جو متن کو نقل کرتے ہیں اور اسی کا نام سند ہے

مثا ل ذالک قو ل الا ما م البخاری فی صحیحه

حدثنا مسددقال حدثنا یحیی عن شعبة عن قتا دة عن انس رضی الله تعالیٰ عنه

قا ل لا یو من احد کم حتی یحب لا خیه ما یحب لنفسه

فالمتن قو له ﷺ لا یو من احد کم .....الخ [الحدیث]

والسند هم رو اة المتن مسد د ، یحیی، شعبه ، قتا د ہ ، انس

والاسناد قول البخاری حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن شعبة عن قتادة عن انس

عن النبی ﷺ

[تہذیب التہذ یب 1 ص 7]

اس مثال میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے متن اور سند کو سمجھایا کہ حدیث کے الفاظ وہ متن ہیں اور جن راویوں نے اس حدیث کو نقل کیا اسکو حدیث کی سند کہتے ہیں۔

4 اور امام بخاریؒ کا یوں کہنا کہ مجھے فلاں نے بیان کیا اسکو فلاں نے اسکو اسناد کہتے ہیں

سند کی اہمیت

الا سنا د من الد ین الا سنا د من خصا ئص هذ الا مة

فا لا سنا د نعمة من اللّٰه اکر م بها امة محمد ﷺ لحفظ دینها (القرآن و السنة)

[تهذیب التهذ یب صفحه 9]

اسناد ہی دین ہے اور اسناد اس امت محمد یہ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ اللہ نے اس امت پر احسان اور نعمت فرمائی ہے کہ تمام شریعت کو تا قیامت محفوظ فرمایا

قا ل الا مـا م محمد عبدالحئی اللکنو ی وقبو ل الحدیث الذ ی لا اصل له ای لا سند له لیس من شان العاقلین [تهذیب التهذ یب صفحه 9]

عبدالحئیؒ لکھنوی صاحبؒ فرماتے ہیں جس حدیث کی سند نہ ہو اسکو قبول کرنا عقلمند کی شان نہیں ہے

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔

الا سنا د سلا ح المو من فا ذ الم یکن معه سلا ح فبا ی شی ء یقا تل [فتح المغیث ۳ص ۵]

سند مومن کا ہتھیار ہے جب کسی کے پاس ہتھیار نہ ہو تو بھلا وہ کس چیز سے لڑے گا

قا ل الا مام عبدالله بن المبا ر کؒ

الا سنا د من الد ین ولو لاالا سنا دلقا ل من شا ء ما شا ء فا ن قیل له من حد ثک

بقی

[تهذیب التهذ یب ص ۹ مقد مه صحیح مسلم ۱ ۲]

اسناد حدیث ہی دین ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو پھر ہر آدمی جو مرضی آئے کہہ دیتا۔لیکن جب اس سے سند

کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔کہ آپکو کس نے بیان کیا؟ تو وہ خاموش ہو جاتا ہے۔

قا ل النو و یؒ فی شرح صحیح مسلم ان جا ء با سنا د صحیح

قبلنا حدیثه و الا تر کناه فجعل الحدیث کا لحیوا ن لا یقو م

بغیر اسنا د کما لا یقو م الحیوا ن بغیر قوا ئم

[تهذیب التهذیب ص ۱ ۲]

امام نوویؒ فرماتے ہیں اگر کوئی صحیح سند کے ساتھ حدیث بیان کرے تو ہم اسکو قبول کرتے ہیں اگر سند

صحیح نہ ہو تو اسکو چھوڑ دیتے ہیں جس طرح حیوان پاؤں کے بغیر کھڑا نہیں ہوسکتا اس طرح حدیث بھی

بغیر سند کے قائم نہیں رہ سکتی۔

تعریف حدیث

آپ ﷺ کے قول فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔تقریر سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے کسی نے کام کیا یا بات کہی تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو اور اسکی تصویب فرمائی ہو۔

کذا فی مقد مة فتح الملهم

تقسیم حدیث

حدیث کی 2 قسمیں ہیں [۱] خبر متواتر [۲] خبر واحد

1. حدیث متواتر

یہ "لفظ تواتر" سے مشتق ہے بمعنی پے در پے ہونا التو اتر التتابع

اصطلاحی تعریف

الخبر المتو اتر هو الذی نقله جما عة عن جما عة [التعریفات ص ۷۰]

وہ حدیث جسے روایت کرنے والے ہر زمانہ میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا یا اتفاقا ان سب سے جھوٹ کا صادر ہونا عادة محال ہو۔

اور تواتر کیلئے 4 شرطیں ہیں۔

فاذا جمع هذ الشر و ط الا ر بعة وهی عدد کثیر و احا لت العا د ة تو اطؤ هم علی الکذ ب رووا ذالک عن مثلهم من الا بتدا ء الی الانتها ء و کا ن مستند

انتہا ئھم الحس [جا مع الاصول 1 ص ٦٦ شرح نخبة الفکر ص ۲۲]

1. کثرت اسناد

2. راویوں کی تعداد اتنی ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کرنا یا اتفاقا جھوٹ پر اکٹھا ہوا عادۃ محال اور ناممکن ہو۔

3. سند کی ابتداء سے انتہا تک ہر طبقہ میں یہ رواۃ کی کثرت برقرار رہے

4. روایت کا منتھی کوئی حسی امر ہو یعنی آخری راوی کسی بات کا سننا دیکھنا بیان کرے اگرامر غیر محسوس ہو تو روایت متواتر نہ ہوگی۔

تواتر کی چار قسمیں ہیں

ا۔تواتر اسنادی وہ ہے کہ سند میں اتنے راوی ہوں کہ عقل ان کے اتفاق علی الکذب کو محال سمجھے

۲۔تواتر قرنی وہ ہے جس کے نقل کرنے والے پورے طبقہ کے لوگ ہوں پھر دوسرے طبقہ کو اس طرح یہ سلسلہ آخر تک چلے اسمیں سند کی شرط نہیں جیسے قرآن مجید

۳۔تواتر تعامل ایک ایسا عمل ہے جس کو پورے ایک طریقہ سے کرتے چلے آرہے ہوں جیسے تعداد رکعات

۴۔تواتر معنوی یا قدر مشترک ایک ایک تو خبر واحد ہو لیکن ان جزئیات سے امر کلی مستنبط ہو جیسے

النبی ﷺ

فائدہ متو اتر حدیث

وانضا ف الی ذالک ان یصحب خبر ھم افا د ۃ العلم لسا معہ فھذا ھو المتو اتر

[شرح نخبۃ الفکر ص ۲۲]

یہ تمام شرائط موجود ہوں تو اس حدیث سے علم یقین کا فائدہ حاصل ہوگا اور یہی حدیث متواتر ہے۔

متواتر کی 2 قسمیں ہیں۔

۱) متواتر لفظی ۲) متواتر معنوی

1. حدیث متواتر لفظی:

وہ حدیث جس کو مذکورہ جماعت سند کے اول وسط اور آخر میں ایک ہی قسم کے الفاظ کے ساتھ روایت کرتی ہو۔

امام نووی کے قول کے مطابق حدیث متواتر لفظی نادر الوجود ہے۔

وھو قلیل لا یکا د یو جد فی رو ایتھم [تقریب ۲ ص ۱۵۹]

لیکن علامہ حافظ سیوطی نے چند احادیث متواتر لفظی کو جمع فرمایا ہے۔

مثلاً

1. حدیث المسح علی الخفین
2. حدیث نضر اللہ عبدا سمع مقالتی
3. حدیث من بنی للہ مسجداً

4. کل مسکر حرام

5. بدا الاسلام غریبا

6. المرء مع من احب [تدریب الروای ص460]

متواتر معنوی:

وہ حدیث جس میں الفاظ تو یکساں نہ ہوں البتہ معنیٰ وہ تمام روایات مل کر ایک مفہوم متحد پیدا کریں تو وہ معنیٰ متواتر ہوگی چنانچہ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

"ھو ان ینقل جما عة یستحیل تو اطؤ الکذ ب [تد ریب الرا و ی ص ۴۶۰]

مطلب ہے کہ تواتر معنوی کے راوی بھی ایسی جماعت ہوتی ہے جس کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو اور ناممکن ہو۔

2. خبرالواحد

لغت میں خبر واحد ما یرویه شخص واحد

وفی الا صطلا ح ما لم یجمع شر و ط التو اتر

[شر ح نخبة الفکر ص ۳۳]

خبر واحد وہ ہے جس میں متواتر کی شرائط مفقود ہوں۔

اور علامہ جرجانی نے خبر واحد کی تعریف یوں فرمائی ہے

خبر الو حد ھوالحد یث الذ ی یر و یه الواحد او الا ثنا ن فصا عدا مالم یبلغ

الشهر ة والتو ا تر [التعر يفا ت ص ١٧]

اس امر میں محدثین کے ہاں سرے سے کوئی اختلاف نہیں کہ تواتر لفظی ہو یا معنوی دونوں سے قطعی علم حاصل ہوتا ہے اور خبر واحد کے سلسلہ میں جمہور محدثین احناف، شوافع، مالکیہ کے نزدیک خبر واحد صحیح سے ظنی علم حاصل ہوتا ہے

خبر واحد کا حکم

السید الشر یف الجر جا نی الحنفیؒ فرماتے ہیں

1. وحكمه يو جب العمل دو ن العلم ولهذ ا لا يكو ن حجة في المسائل الا عتقا دية [التعر يفا ت ص ١٧]

خبر واحد کا حکم یہ ہے کہ عمل تو ثابت ہوتا ہے۔ علم یقین کا فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے خبر واحد مسائل اعتقادیہ میں حجت نہیں بن سکتی۔

2. لا عبر ة با لظن في با ب الا عتقا ديا ت

[شرح العقائد السنفيه ص 140]

خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے اور اعتقاد کے باب میں ظن کا کوئی اعتبار نہیں

3. اما خبر الوا حد العد ل وتقليد المجتهد فقد يفيد ان الظن

[شرح العقا ئد ص ٢٣]

خبر واحد اور مجتہد کی تقلید یہ ظن کا فائدہ دیتے ہیں۔

اور عقیدہ علم یقین سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ خبر واحد یا تقلید اکابر سے

4. لما کا ن من الا حاد فی الا صل ثبت به شبهة سقط بها علم الیقین

[حسامی ص ۱۴۱]

حدیث مشہور ابتداً آحاد میں سے ہے تو اس وجہ سے ایسا شبہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے علم الیقین ساقط ہو گیا۔

5. خبر الواحد العدل حجة للعمل به فی امر الدین ولا یثبت به علم الیقین

[اصول السرخسی ص ۳۲۳]

خبر واحد امور دین میں عمل کے باب میں حجت ہے مگر اس سے علم یقین ثابت نہیں ہوتا۔

خبر واحد کی پہلی تقسیم

خبر واحد اپنے منتھی کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔

مرفوع، موقوف، مقطوع

المرفوع وهو ما اضیف الی النبی ﷺ خاصة لا یقع مطلقه علی غیره متصلا کا ن او منقطعا [التدریب الراوی ص ۱۵۶]

وہ حدیث ہے جو صراحت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو اور اس سند کے ساتھ جو آپ کی طرف منسوب ہو وہ آپ کا قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو یا صفت ہو تو اس کو خبر مرفوع کہتے ہیں۔

موقوف

هو المروى عن الصحابة قولا لهم او فعلا او نحوه متصلا كان او منقطعا

[تدريب الراوى ص ١٥٦]

وہ حدیث جو کسی صحابی کی طرف منسوب ہو۔ خواہ قول ہو یا فعل ہو اور خواہ اسکی سند متصل ہو یا منقطع ہو۔

المقطوع

وهو الموقوف على التابعى قولا له او فعل ا [تدريب الراوى ص ١٦٧]

وہ حدیث جو کسی تابعی کا قول ہو یا فعل ہو

خبر واحد کی دوسری تقسیم

طرق (عدد رواۃ) کے لحاظ سے خبر واحد کی تین اقسام ہیں۔

۱) مشہور ۲) عزیز ۳) غریب

مشہور :

لغت میں شہرت سے ہے جسکے معنی اظہار واعلان کے ہیں

اور اصطلاح میں

ما له طرق محصورة باكثر من اثنين وهو المشهور سمى بذلك

لو ضوحه [شرح نخبة الفكر ص ۲۸]

حدیث مشہور وہ ہے جس کے طرق دو سے زیادہ ہو (مگر حد تواتر سے کم ہوں)

یہی محدثین کے ہاں مشہور ہے اسکو اسکے واضح ہونے کی وجہ سے مشہور کہا جاتا ہے۔

حدیث مشہور کی قسمیں

۱۔حدیث مشہور صحیح ۲۔حدیث مشہور حسن

۳۔حدیث مشہور باطل ۴۔حدیث مشہور بے اصل

حدیث مشہور صحیح:

وہ حدیث جس کے طرق 2 سے زیادہ ہوں اور سند اً متناً صحیح ہو۔

حدیث مشہور حسن:

حدیث کی سند میں ضعف ہو مگر کئی اسناد کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے سب کو ملا کر حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہو۔

حدیث مشہور باطل

وہ روایت جو باطل ہو مثلا شعب الایمان کی روایت

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها

کہ دل کو اس شخص کی محبت پر مجبور کیا گیا ہے جو ان سے نیک سلوک رکھتا ہو۔ یہ حدیث باطل ہے

مرفوعاً ہو یا موقوفاً ہو۔

هو باطل مرفوعاً و موقوفا [علل الحديث ص ۳۴۳]

حدیث مشہور بے اصل

وہ حدیث جو لوگوں کے درمیان مشہور ہو جائے لیکن دراصل باطل اور بے اصل ہو اس کی امثلہ کثیرہ ہیں۔

مثلاً **من صلى على عند قبرى سمعتهٔ......الخ**

کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے قریب سے درود پڑھتا ہے تو وہ میں سنتا ہوں اور دور سے فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔

یہ روایت فرق باطلہ کہ ہاں مشہور ہو رہی جا رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے اور محققین نے اسکو ضعیف موضوع اور من گھڑت فرمایا ہے۔

۱) علامہ محمد بن احمد بن عبد الهادی فرماتے ہیں۔

قلت هذا الحديث موضوع على رسول الله ﷺ ليس له اصل ولم يحدث به ابو هريرة ولا ابو صالح ولا اعمش و محمد بن مروان مهتمم بالكذب والوضع [الصارم المنكى ص ۲۱۵ مطبوعه بيروت]

یہ حدیث آپ ﷺ پر گھڑی گئی ہے اسکی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور اسکو حضرت ابوہریرہ نے بیان ہی نہیں کیا اور نہ ابو صالح اور نہ اعمش نے اور محمد بن مروان یہ روای متھم بالکذب والوضع سے مشہور

ہے۔

۲) اسماء الرجال کے ماہر اور جرح تعدیل میں مشہور امام علامہ محمد طاہرؒ فرماتے ہیں۔

من صلی علی عند قبر ی سمعتة ....الخ فیه السدی الصغیر کذا ب

[تذ کر ۃ الموضوعات ص ۹۰]

اس روایت میں سدی صغیر ہے جو بہت جھوٹا آدمی تھا۔

۳) امام عقیلیؒ فرماتے ہیں۔ لا اصل له [الضعفاء ص ۳۹۸]

اس روایت من صلی علی عندہ قبر ی .....الخ کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۴) امام ابن کثیرؒ آٹھویں صدی کے مایہ ناز مفسر ہیں وہ فرماتے ہیں یہ حدیث متروک ہے یعنی

ناقابل عمل ہے صحیح نہیں ہے۔ [تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۶۷۵]

۵) رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں۔

من صلی علی عند قبر ی سمعته

یہ روایت ضعیف ہے صحیح نہیں ہے۔ [تفسیر بے نظیر ص ۱۷۹]

۶) سعودی عرب کے علماء کا متفقہ فتویٰ المعر و ف فتوٰ ی علماء البلد الحرام اس میں

ہے

من صلی علی عند قبری سمعته فهو حدیث ضعیف

[فتوی، علماء البلد الحرام ص ۴۵۷]

۷) ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

لا يعرف الا من حديث محمد بن مروان السدى الصغير عن الاعمش وهو

عند اهل المعرفة بالحديث موضوع عن الاعمش

ابن مروان کے علاوہ کوئی اسکا راوی نہیں ہے۔محدثین کے نزدیک اعمش کے نام سے گھڑی گئی ہے

[الرد علی لاخنائی ص ۲۱۰]

۸) ابن جوزیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔کیونکہ اس کا روای محمد بن مروان ہے۔

[موضوعات ص ۳۰۳]

۹) امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔اس حدیث کا روای محمد بن مروان سدی صغیر ہے۔

[القول البدیع ۱۵۴]

۱۰) ابن قیمؒ نے فرمایا یہ غریب جداً ہے [جلاء الافھام ص ۲۲]

اور غریب وہ روایت ہوتی ہے جس کا روای ایک ہی ہو وہ یہی محمد بن مروان ہے

اور مفتی تقی عثمانی صاحب

نے بھی لکھا ہے کہ سدی صغیر کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے

[علوم القرآن ص ۴۸۸]

اب خود اندازہ لگائیے کہ آج کل عقیدہ کے لئے خبر واحد وہ بھی بے اصل موضوع ضعیف اور غریب

وغیرہ کے القاب سے متصف روایت یہی دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ضد و عناد کا خاتمہ فرما

کرقرآن وسنت کا حامی بنادے (آمین)

العزیز :

العزیز وھو بان لا یرویہ اقل من اثنین عن اقل من اثنین

[شرح نخبة الفکر ص ۳۲]

حدیث عزیز وہ ہوتی ہے کہ اس کو روایت کرنے والے کم از کم دو ہوں اور دو سے کم سے روایت کرنے والے نہ ہوں۔ یعنی جن سے روایت کی جارہی ہے وہ بھی دو سے کم نہ ہوں۔

اس کی مثال **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ قال لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجعمین**

[صحیح بخاری]

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسکو اسکے والدین، اولاد، اور سب لوگوں سے محبوب نہ ہوجاؤں۔

الغریب :

وھو ما یتفرد بروایتہ شخص واحد فی ای موضع

[شرح نخبة الفکر ص ۳۳]

غریب وہ حدیث ہے جس کے اندر ایک راوی کے روایت کرنے کی وجہ سے تفرد آجائے وہ تفرد خواہ

سند کے کسی مرحلے میں ہو۔

غریب حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

۱) غریب مطلق ۲) غریب نسبی

ثم الغرابة اما ان تکون فی اصل السند [شرح نخبة الفکر ص ۴۲]

اگر غرابت سند کی ابتداء میں ہو تو اسے غریب مطلق کہتے ہیں۔

یعنی اگر صحابی کی جانب سے غرابت ہو اور اسکو فرد مطلق ہو کہا جاتا ہے۔

مثلا حدیث انما الاعمال بالنیات [صحیح بخاری]

اعمال کا دار ومدار نیت پر ہے اس حدیث کے روای صرف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ ہیں۔

غریب نسبی

وہ حدیث جس ابتداء میں تو غرابت نہ ہو البتہ وسط سند میں غرابت ہو

مثلاً مالک عن الزہری عن انس رضی اللہ ان النبی ﷺ دخل مکة وعلی راسه المغفر

آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ ﷺ کے سر پر خود تھا اس روایت میں مالک عن زہری منفرد ہے

خبر واحد تیسری تقسیم

خبر واحد راویوں کی صفات کے اعتبار سے اولاً دو وجہ پر ہے

۱) مقبول ۲) غیر مقبول [مردود]

قبول اور رد کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

المقبو ل :

هو ما يجب العمل به عند الجمهو ر [شر ح نخبة الفكر ص ۳۴]

جس حدیث کو مقبول کہتے ہیں۔اور جمہور کے نزدیک مقبول پر عمل واجب ہے [نہ کہ عقیدہ]

. المر دو د

هو الذى لم ير جع صد ق المخبربه [شر ح نخبة الفكر ص ۳۴]

وہ روایت جس میں مخبر کا صدق راجح نہ ہو وہ مردود ہے۔

مقبول کی قسمیں

۱) حدیث مقبول صحیح

۲) حدیث مقبول حسن

الصحیح:

وهو ماا تصل سند ه با لعد و ل الضا بطين من غير شذ و ذ ، لا علة

[تدریب الراوی ص ۵۷]

وہ حدیث جس کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی عادل اور کامل الضبط ہوں اور وہ معلل اور شاذ ہونے سے محفوظ ہو مطلب یہ ہے کہ پانچ باتیں ملحوظ ہوں پہلی بات صحیح حدیث وہ مسند ہوتی ہے جو 5
اول راوی سے آخر تک مربوط اور متصل ہو اس میں کوئی کڑی ٹوٹی ہوئی نہ ہو۔

دوسری بات اسکے راوی عادل ہوں عادل وہ راوی ہے جو صاحب تقوی ہو یعنی کبائر سے اجتناب کرتا ہو شرک فسق وغیرہ

والمراد بالتقوی اجتناب الاعمال السئیة من الشرک او فسق او بدعة

[شرح نخبة الفکر ص ۴۶]

تیسری بات یہ ہے کہ راوی کامل الضبط ہو ضبط کا مطلب ہے خوب حفاظت کرنا اور اچھی طرح سے یاد کرنا۔ چوتھی بات کہ صحیح حدیث شاذ نہیں ہوتی شاذ وہ روایت ہوتی ہے کہ ثقہ راوی اپنے سے زیادہ اوثق کی مخالفت کرتا ہو۔

والشاذ اصطلاحاً ما یخالف فیہ الراوی من ھو ارجح منه

[شرح نخبة الفکر ص ۴۷]

پانچویں بات صحیح حدیث معلل بھی نہیں ہوتی۔

یعنی بظاہر کوئی عیب نظر نہ آتا ہو لیکن خفیہ علت قادحہ ہوتی ہے جس سے حدیث کی صحت مخدوش ہو جاتی ہے۔

والمعلل ما فیه علة واصطلا حاً ما فیه علة خفیة قا د حة [شر ح نخبة الفکر ۴۷]

معلوم ہوا سند کے ساتھ ساتھ متن کا صحیح ہونا بھی صحیح حدیث کیلئے ضروری ہے اس لئے علامہ شامیؒ نے

فرمایا کہ جو حدیث مسلم شریف میں آتی ہے۔

ان المیت یسمع قر ع نعا لهم ....

کہ مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اسکے جواب میں فرمایا۔

ان صح سند ه لکنه معلو ل من جهة المعنی بعلة تقتضی عد م ثبو ته عنه علیه

السلا م وهی مخا لفته للقرآن

[رد المحتا ر علی در المختا رجلد۳ ص ۱۴۳]

اگر چہ سند تو صحیح ہے لیکن یہ روایت معنی معلول ہے کیونکہ اس روایت میں علت ہے اور وہ علت اس

بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور وہ علت ہے قرآن کے مخالف ہونا۔

یہ فقہ حنفی کو وہ معتبر کتاب ہے کہ ہر مفتی اس کتاب سے حوالہ نقل کر کے فخر محسوس کرتا ہے اب دیکھنا یہ

کہ اس حوالہ کو پڑھ کس کو خوشی نصیب ہوتی ہے۔

صحیح حدیث کی قسمیں

۱) صحیح لذا ته

۲) صحح لغیر ہ

صحیح لذاتہ : جونہایت اعلی درجہ کی صفات قبول کوشامل ہواوراس حدیث میں وہ پانچ صفات موجود ہوں جوصحیح حدیث کی تعریف میں بیان ہوچکی ہیں۔

صحیح لغیر ہ :

وہ حدیث جس میں اعلی صفات تو نہ ہوں یعنی وہ حدیث جوصحیح لذاتہ سے کم درجہ پر ہوتی ہےاور حسن لذاتہ سےاوپر ہوتی ہے

حدیث حسن

وہ حدیث جس کا کوئی راوی خفیف الضبط ہویعنی اسکی یاداشت ناقص ہواورصحیح لذاتہ کی باقی تمام شرائط موجودہوں

حدیث حسن کی قسمیں

۱) **حسن لذاتہ**

۲) **حسن لغیرہ**

حسن لذاتہ جس کے روای صدق میں مشہورہوں لیکن ضبط وحفظ میں رجال صحیح سے کم ہوں

الحسن لذاتہ ان تشتھر روایتہ بالصدق ولم یصلوا فی الحفظ رتبۃ رجال الصحیح

[قواعد الحدیث ص ۱۰۲]

حسن لغیرہ

وہ حدیث جس میں ذاتی حسن نہ ہو کیونکہ اسکے راوی یا اسناد حدیث میں کوئی خرابی پائی جاتی ہے مگر ایسی خارجی تائیدات مل گئی ہوں جس کی وجہ سے نقصان کی تلافی ہو گئی ہو۔

حسن لغیر ہ میں لا م اجلیہ ہے ای لا جل الغیر یعنی دیگر تائیدات کی وجہ سے حسن بننے والی حدیث

الضیعف

وهو ما لم يجمع صفة الصحيح او الحسن [تد ریب الر و ای ص ۱۵۱]

وہ حدیث جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی شرائط مفقود ہوں۔

المو ضو ع

تحر یم رو ایته' مع العلم به فی ای معنی کا ن الا مبینا

[تد ریب الر ا وی ص ۲۴۴]

موضوع وہ روایت جس کے راوی پر حدیث نبوی ﷺ میں جھوٹ بولنے طعن موجود ہوں اور ایسی روایت کا آگے روایت کرنا حرام ہے جائز نہیں ہے مگر ایک صورت ہے روایت کرنے کی کہ یہ بیان کیا جائے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

المتر و ک

وهو ما يكو ن بسبب تهمة الراو ی با لكذ ب هو المتر و ک

[شرح نخبة الفكر ص ۹۷]

وہ حدیث ہے جو راوی کے کذب کیوجہ سے (مردود) ہو یعنی اسکا روای متہم بالکذب ہو یا وہ روایت قواعد معلومہ فی الدین کے مخالف ہو۔

الشا ذ

ما يخا لف فيه الرو ای من هو ارجح منه [شر ح نخبة الفكر ص ۴۷]

وہ حدیث جس میں راوی اپنے سے اوثق اور ارجح کی مخالفت کرتا ہو۔

المحفو ظ

فا لر اجع يقال له المحفو ظ [شر ح نخبة الفكر ص ٦٨]

یعنی راوی اپنے ارجح کی مخالفت کرتا ہے حالانہ خود بھی ثقہ ہے۔ تو اسکی روایت تو مرجوح اور شاذ ہو گی مگر جس کی مخالفت کی گئی ہے اسکی روایت محفوظ ہوگی۔

المنكر

وان وقعت المخالفة مع الضعف فالراجع يقال له المعروف و مقابله يقال له المنكر

[شرح نخبةالفكر ص ٦٩]

اگر راوی خود ضعیف ہو اور ثقہ جماعت کی مخالفت کرے تو اسکی روایت کو منکر کہتے ہیں اور جو [illegible] ہو

اسکو محفوظ کہتے ہیں۔

مثلا الا نبیا ء احیا ء فی قبو ر ھم یصلو ن

انبیاء اپنے قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اس روایت کی مفصل بحث تو (اعلان حق میں استاذ محترم نے فرمادی ہے) لیکن علامہ ذھبی نے فرمایا اتیٰ بخبر منکر

[میز ان الا عتد ال]

علامہ ذھبیؒ جیسا ماہر فن کر آدمی پتہ نہیں کیوں ان لوگوں کا دل دکھا گئے جن کے عقیدہ کا مدار اس خبر واحد اور منکر روایت پر ہے **کذالک یفعل الرجل البصیر**

المعرو ف

اسکی تعریف منکر کے ضمن میں ہوچکی ہے یعنی وہ حدیث جو منکر کے مقابل ہو مطلب ہے جو راجح ہوگی اسکو معروف کہا جاتا ہے۔

المعلل

ھـو مـن اغمض انو ا ع علو م الحدیث واد قھا ولا یقو م بہ الا من ر زقہ اللّٰہ تعالیٰ فھماً ثا قبا وحفظا واسعا و معر فۃ تا مۃ بمر ا تب الر و اۃ و ملکۃً قو یۃ با لا سا نید والمتو ن ولھذ الم یتکلم فیہ الا قلیل من اھل ھذ ا لشا ن

[شر ح نخبۃ الفکر ص ۹۹]

وہ حدیث جس میں کوئی خفیہ علت ہو۔اور یہ کام مشکل ترین ہے اسکی چھان بین وہی آدمی کرسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے درست سمجھ وسیع حافظہ دیا ہو اور وہ رواۃ کے مراتب سے مکمل واقفیت رکھتا ہو اور اسانید و متون پر اسے ملکہ تامہ حاصل ہو اس طرح علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں

یتمکن منه اهل الحفظ والخبرة والفهم الثاقب [تدریب الروای ۲۲۳]

المضطرب

مضطرب وہ راویت ہے جس کی سند یا متن میں ایسا اختلاف واقع ہو کہ اس میں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے

والاضطراب یوجب ضعف الحدیث

اور اضطراب حدیث کو ضعیف ثابت کرتا ہے۔ [تدریب الروای ۲۳۴]

المقلوب

وہ حدیث جس میں بھول سے متن یا سند کے اندر تقدیم و تاخیر واقع ہو یعنی لفظ مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کیا گیا ہو یا بھول کر ایک راوی کی جگہ دوسری راوی ذکر کیا گیا ہو۔

المصحف

وہ حدیث جس میں باوجود صورت خطی باقی رہنے کے نقطوں و حرکتوں و سکونوں کے تغیر کی وجہ سے تلفظ میں غلطی واقع ہو گئی ہو حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

هو فن جلیل وانما یحققه الحذاق والدارقطنی منهم وله فیه تصنیف مفید

[تدریب الراوی ص ۲۷۳]

المدرج

وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی اپنا کلام درج کردے

بان تذکر الراوی عقیبہ کلاما لنفسہ اولغیرہ [تدریب الراوی ص ۲۳۸]

خبر واحد کی چوتھی تقسیم

خبر واحد سقوط وعدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسم پر ہے۔

1. متصل

وہ حدیث جس کی سند میں پورے راوی مذکورہ ہوں۔

وھو ما اتصل سندہ [تدریب الراوی ص ۱۵۵]

2. مسند

وھوما اتصل سندہ الی منتھاہٗ [تدریب الروای ص ۱۵۴]

وہ حدیث ہے کہ اس کی سند آپ ﷺ تک متصل ہو۔

3. منقطع

وہ حدیث ہے کہ اس کی سند متصل نہ ہو بلکہ کہیں نہ کہیں سے راوی غیر مذکور ہو۔

4. معلق

وہ حدیث ہے کہ جس کی سند کے شروع میں ایک راوی یا ایک سے زائد راوی نہ ہوں۔

5. معضل

وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں سے کوئی راوی نہ ہو یا اس کی سند میں ایک سے زائد راوی

پے در پے نہ ہو

6. مرسل

وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔

7. مدلس

وہ حدیث سے جس کے راوی کی عادت ہو کہ اپنے شیخ یا شیخ کے شیخ کا نام چھپاتا ہو۔ (سند میں)

بان یسمی شیخة او یکنیة اور ینسبه او یصفه بما لا یعرف

[تدریب الراوی ص ۲۰۰]

خبرواحد کی پانچویں تقسیم

خبر واحد صیغ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

۱) معنعن ۲) مسلسل

معنعن: وہ حدیث ہے جس کی سند میں لفظ عن ہو اور عنعنہ سے بھی یہی مراد ہے

الاسناد المعنعن وھو فلان عن فلان [التقریب ۷ نوع ، ۱ افروع]

مسلسل

هو ما تتابع رجال اسناد على صفة او حالة [تدريب الراوى ص ۴٦٧]

وہ حدیث جس میں راویوں کی صفات یا حالات ایک طرح کے ہوں یا اسکی سند میں صیغ ادا ہوں

[بیان صیغ اداء]

محدثین حدیث کوادا کرتے وقت درج ذیل الفاظ میں سے اکثر ایک لفظ استعمال کرتے ہیں۔

حدثنی ، اخبرنی ، انبانی ، حدثنا ، اخبرنا، انبانا، قرات، قال لی فلان ، ذکر لی فلان، روی لی فلان ، کتب الی فلان ، عن فلان ، قال فلان ، ذکر فلان ، روی فلان ، کتب فلان سمع عن فلان

حدثنی اور اخبرنی میں فرق

متقدمین کے نزدیک یہ دونوں لفظ مترادف ہیں ایک ہی مطلب ہے اور متاخرین کے نزدیک فرق ہے کہ اگر استاذ پڑھے اور شاگرد سنے تو شاگرد کہتا ہے حدثنی اور اگر شاگرد زیادہ ہوں تو وہ کہیں گے حدثنا اور اگر شاگرد پڑھے اور ستاذ سنے تو شاگرد کہتا ہے اخبرنی اور اگر بہت سے شاگرد ہوں تو کہیں گے اخبرنا۔

کتب حدیث کا بیان

کتب حدیث کی مشہور دو قسمیں ہیں۔

۱) وضع و ترتیب مسائل کے لحاظ سے

۲) مقبول و غیرہ مقبول ہونے کے اعتبار سے

وضع و ترتیب مسائل کے اعتبار سے حدیث کی کتابیں 9 قسم پر ہیں۔

جامع :

وہ کتاب جس میں تفسیر، عقائد، آداب، مناقب، سیر، فتن، احکام علامات قیامت، آٹھ قسم کے مسائل کی احادیث درج ہوں ان سب کو ایک شعر میں جمع کیا گیا ہے۔

سیر آداب و تفسیر و عقائد فتن احکام شراط و مناقب

جیسے بخاری و ترمذی یہ دونوں جامع ہیں۔

سنن :

وہ کتاب جس میں احکام فقہی ابواب کی طرز ترتیب سے بیان کیے گئے ہوں جیسے کتاب الطھارۃ پھر کتاب الصلوۃ وغیرہ جیسے سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ

معجم :

وہ کتاب ہے جس کے اندر وضع احادیث میں ترتیب اساتذہ کا لحاظ رکھا گیا ہو۔

جیسے معجم طبرانی:

جزء:

وہ کتاب جس میں ایک مسئلہ کی احادیث جمع ہوں

مثلاً جزء رفع الیدین للبخاریؒ وجزء القراۃ للبیہقی

مفرد:

وہ کتاب جس میں صرف ایک شخص کی کل روایات مذکور ہوں۔

غریب:

وہ کتاب جس میں ایک محدث کے متفردات جو کسی شیخ سے ہوں وہ مذکور ہوں

مستخرج:

وہ کتاب جس میں دوسری کتاب کی حدیثوں کی زائد سندوں کا استخراج کیا گیا ہو۔

جیسے مستخرج ابو عوانہ

مستدرک:

وہ کتاب جس میں دوسری کتاب کی شرط کے موافق اس کی رہی ہوئی حدیثوں کی پورا کر دیا گیا ہو۔

جیسے مستدرک حاکم

[الحطہ فی ذکر صحاح ستہ]

دوسری قسم کتب حدیث:

کتب حدیث مقبول وغیر مقبول ہونے کے اعتبار سے پانچ قسم پر ہے۔

1. وہ کتاب جس میں صحیح حدیثیں ہیں۔

جیسے صحیح بخاری، موطا امام مالک، صحیح مسلم صحیح ابن حبان، صحیح حاکم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن عوانہ صحیح ابن سکن، منتقی ابن جارود

2. وہ کتابیں جس میں احادیث صحیح حسن وضعیف ہر طرح کی احادیث ہوں مگر قابل احتجاج ہوں کیونکہ ان میں جو حدیثیں ضعیف ہیں۔ وہ بھی مرتبہ حسن کے قریب ہیں۔

جیسے سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، مسند احمد

3. وہ کتاب جن میں حسن، صالح، منکر، ہر نوع کی احادیث ہوں، ان کے مصنفین نے صحت کا التزام نہیں کیا نہ انکی کتب شہرت اور قبولیت میں طقبہ اولی ثانیہ کی کتب تک پہنچ سکی ہے۔

جیسے، سنن ابن ماجہ، مسند طیالسی، زیادات ابن احمد بن حنبل، مسند عبدالرزاق، مسند سعید بن منصور، مصنف بن ابی شیبہ، مسند ابویعلی موصلی، مسند بزار، مسند ابن جریر، تفسر ابن جریر، تفسیر ابن مردویہ طبرانی کی معجم کبیر، معجم صغیر، معجم اوسط، سنن دار قطنی، غرائب دار قطنی، حلیہ لابی نعیم، سنن بیہقی، شعب الایمان للبیہقی

4. وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں ضعیف ہیں بہت کم صحیح ہیں جیسے نوادر الاصول حکیم ترمذی، تاریخ

الخلفاء، تاریخ ابن نجار، مسند الفردوس دیلمی، کتاب الضعفاء عقلی، (اسی کتاب میں لکھا ہے کہ من صلی علی عند قبری سمعته لا اصل له اس حدیث کی کوئی اصل نہیں بے اصل اور من گھڑت ہے) کامل ابن عدی، تاریخ خطیب بغدادی تاریخ ابن عساکر،

کتاب الضعفاء والمتروکین از ابن حبان تصانیف خطیب

5. وہ کتابیں جن سے موضوع روایت کا علم حاصل ہو۔

جیسے موضوعات ابن جوزی، تذکرۃ الموضوعات [اس کتاب کے ص ۹۰ پر لکھا ہے من صلی علی عند قبری سمعته والی روایت میں السدی الصغیر ہے اور السدی الصغیر کذاب بہت بڑا جھوٹا ہے]

الموضوعات الکبریٰ

صحاح ستہ اور مراتب صحاح ستہ

صحاح ستہ سے مراد حدیث کی چھ کتابیں ہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ

اور عند البعض ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک اور عند البعض مسند دارمی ہے اور ان چھ کتابوں کو تغلیبا صحاح سے تعبیر کہا جاتا ہے کیونکہ صحیح تو صرف بخاری و مسلم ہی ہیں۔

[کذا فی مقدمۃ المشکوۃ]

مراتب صحاح ستہ

پہلا درجہ بخاری کا ہے دوسرا مسلم کا تیسرا ابوداؤد کا چوتھا نسائی کا اور پانچواں ترمذی کا اور چھٹا ابن ماجہ کا ہے۔ اور صحاح ستہ کے مصنفین میں سے غیر مقلد کوئی نہیں ہے امام ابوداؤد حنبلی ہیں اور باقی ائمہ شافعی ہیں۔

اسماء الرجال اور جرح وتعدیل کی بحث

حدیث نبوی کے راویوں کے حالات اور سوانح حیات سے جس علم میں بحث کی جاتی ہے وہ علم اسماء الرجال کہلاتا ہے علامہ سخاوی لکھتے ہیں۔

اما المتکلمو ن فی الر جا ل فخلق من نجو م الھد ی ومصا بیح الظلم المستضا ء بھم فی دفع الر دی لا یتھیأ حصر ھم فی زمن الصحا بۃؓ وھلم جر ا

[الا علا ن با لتو بیخ لمن ذم التا ریخ ص ۱۶۳]

رجال سے بحث کرنے والے بہت سے علماء ہیں یہی لوگ گویا راستہ دکھانے والے ہیں اور ظلمتوں میں روشن چراغ ہیں انہی کے نور سے ہلاکت دفع کی جاتی ہے اور صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لیکر آج تک انکی تعداد کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ مزید اسکی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسکا خیال رکھنا اور اس علم کو برقرار رکھنا عین ضروری ہے اسلئے کہ دین کا نقصان دنیا کے نقصان کی نسبت سے کہیں زیادہ ہے تاکہ شریعت کے احکام تحریف وتبدیلی سے محفوظ رہ جائیں چناچہ احتیاط کا تقاضا

یہی تھا کہ رواۃ حدیث کے حالات کھل کر بیان کئے جائیں اور جن کا قول قابل وثوق اور روایت باعث اطمینان ہو اور جن کے سوء حال کی تشہیر ضروری ہو ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے صحابہ کرامؓ سے لیکر متاخرین کے زمانہ تک بہت سے علماء اس فن میں ماہر چلے آئے ہیں۔ جنکے ترتیب ادوار کے مطابق اسماء گرامی یہ ہیں۔

1. صحابہ کرام میں سے: سیدنا عمر بن خطابؓ، سیدنا علی بن ابن طالبؓ، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، سیدنا عبداللہ بن سلامؓ، سیدنا عباۃ بن صامتؓ، سیدنا انس بن مالکؓ، سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ

[الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۱۱۷، ۱۲۴]

2. تابعین میں سے:

سعید بن مسیبؒ، سعید بن جبیرؒ، عطاء ابن ابی رباحؒ، عروۃ بن زبیر بن عوامؒ، عبدالرحمٰن اعرجؒ، ابوصالح ذکوانؒ، حسن بن ابی الحسن بصریؒ، محمد بن سیرینؒ، انس بن سیرینؒ، ابوالعالیہ الریاحیؒ، مالک بن دینارؒ، عامر شعبیؒ، ابراہیم بن یزید نخعیؒ، مسروق بن اجدعؒ، ربیع بن خثیمؒ، حماد ابن سلیمانؒ، سعید بن ابراہیم زہریؒ، محمد بن مسلم زہریؒ، ربیع بن ابی عبدالرحمٰنؒ، ایوب بن ابی تمیمہ سختیانیؒ، سلیمان بن مہران اعمشؒ، ابوحنیفہؒ اور ابوحصین عثمان بن عاصم اسدیؒ،

[المتکلموں فی الرجال ص ۹۷]

3. تبع تابعین میں سے:

شعبہ بن حجاجؒ، سفیان بن سعید ثوریؒ، ہشیم بن بشیرؒ، سفیان ابن عیینہؒ، یحییٰ بن سعید قطانؒ، عبداللہ

بن مبارک بن واضحؒ، جریر بن عبدالحمیدؒ اور فضل بن موسیٰ سینانیؒ

[الکامل فی ضعفاء الرجال ص۱۵۰،۱۹۸]

4. تبع تابعین کے بعد کا طبقہ

وکیع بن جراحؒ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، سفیان الراسؒ، ابو کامل مظفر بن مدرکؒ، ابو مسہر عبدالاعلیٰ بن مسہر غسانیؒ ابو عثمان سعید بن منصور خراسانیؒ [الکامل فی ضعفاء الرجال ص۱۹۶،۲۲۰]

5. ان کے بعد کا طبقہ:

علی بن عبداللہ بن جعفر مدینیؒ، ابوذکریا یحییٰ بن معینؒ، عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی دحیمؒ، ابراہیم بن محمد بن عرعرۃؒ، فلق بن سالمؒ، اسحاق بن راہویہؒ، محمد بن عبداللہ بن نمیرؒ، ابوایوب بن داؤد شاذکونیؒ، ابوبکر بن ابی شیبہؒ، ابوحفص عمرو بن علی فلاسؒ [الکامل فی ضعفاء الرجال ص۲۱۰،۲۶۲]

6. ان کے بعد کا طبقہ:

محمد بن اسماعیل بخاریؒ، ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم رازیؒ

ابوحاتم محمد بن ادریس رازیؒ، محمد بن مسلم بن وارۃ رازیؒ، محمد بن عوف حمصیؒ، یزید بن عبدالصمدؒ، ابوزرعہؒ عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقیؒ محمد بن یحییٰ کثیر حرانی لولویؒ [الکامل ص۲۲۶،۲۳۲]

7. ان کے بعد کا طبقہ:

ابواسحاق ابراہیم بن اورمہ اصبہانیؒ، عبید بن حاتمؒ، صالح بن بغدادیؒ، عرف جزرۃؒ، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ اور موسیٰ بن ہارون حمالؒ

[الکامل فی ضعفاء الرجال ص۲۳۲،۲۳۵]

8. ان کے بعد کا طبقہ:

عبدان اھوازیؒ، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ، عبداللہ بن محمد بن یسار فرہادائیؒ، ابوعروبۃ حسین بن محمد بن مودود حرانیؒ اور علی بن سعید بن بشیر رازیؒ

[الکامل فی ضعفاء الرجال ص۲۳۵،۲۴۸)]

اور اس علم کے دو پہلو ہیں۔

۱) اصول حدیث کی وہ کتابیں جن میں خاص طور پر جرح وتعدیل کے اصول وقواعد مذکور ہیں۔

۲) اسماء الرجال کی وہ کتابیں جن میں راویان حدیث پر ان قواعد جرح وتعدیل کو فٹ کیا گیا ہے۔

جرح تعدیل کی بحث

محدثین جب کسی راوی کی توثیق وتعدیل بیان کرتے ہیں تو کئی طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں بعض الفاظ توثیق میں اعلی ہیں اور بعض متوسط اور بعض ادنی ہیں۔ اس طرح جب راوی پر جرح کرتے ہیں کبھی وہ الفاظ لائے ہیں جو جرح میں اعلیٰ ہیں اور کبھی متوسط اور کبھی ادنی جرح پر دلالت کرنے والے الفاظ لاتے ہیں اسلئے جرح تعدیل کے مراتب کو جاننا ضروری ہے کیونکہ کبھی جرح تعدیل ہلکی ہوتی ہے اور کبھی بھاری اور اسی بناء پر حدیث کے درجات متفاوت ہو جاتے ہیں ذیل

میں ان سب الفاظ کو اعلیٰ سے ادنی تک بالترتیب معتبر ذکر کیا جاتا ہے۔

الفاظ تعدیل:

ثبت حجۃ، ثبت حافظ، ثقۃ متقن، ثقۃ ثبت، ثقۃ ثقۃ، ثقۃ، صدوق، لاباس بہ، لیس بہ باس، محلۃ الصدق، جیدالحدیث، صالح الحدیث، شیخ وسط، شیخ حسن الحدیث، صدوق ان شاء اللہ، صویلح، وغیرھا،

[میزان الاعتدال جلد۱ص۴، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص۱۳۲تا۱۳۹]

الفاظ جرح

۱)دجال کذاب ۲)وضاع یضع الحدیث ۳)متھم بالکذب

۴)متفق علی ترکہ ۵)متروک ۶)لیس بثقہ

۷)سکتوا عنہ ۸)ذاھب الحدیث ۹)فیہ نظر

۱۰)ھالک ۱۱)ساقط ۱۲)واہ بمرۃ

۱۳)لیس بشی ۱۴)ضعیف جدا ۱۵)ضعفوہ

۱۶)ضعیف وواہ (منکر الحدیث) ۱۷)یضعف ۱۸)فیہ ضعف

۱۹)قد ضعف ۲۰)لیس بالقوی ۲۱)لیس بحجۃ

۲۲)لیس بذاک ۲۳)یعرف وینکر ۲۴)فیہ مقال

۲۵) تکلم فیہ ۲۶) لین ۲۷) سیّیء الحفظ

۲۸) لایحتج بہ ۲۹) اختلف فیہ ۳۰) صدوق لکنہ مبتدع وغیرہ

[میزان الاعتدال ص۴ جلد ۱] ھکذا فی [الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص ۱۳۹ تا ۱۴۴]

جرح تعدیل کی تقسیم

[1] مبہم [2] مفسر

1۔ جرح و تعدیل مبہم

وہ ہے جس میں کوئی سبب جرح وتعدیل کا راوی میں مذکور نہ ہو

2۔ جرح و تعدیل مفسر

وہ ہے جس میں کوئی سبب جرح وتعدیل کا راوی میں مذکور ہو

﴿ جرح وتعدیل کی مقبولیت وعدم مقبولیت ﴾

جرح مفسر اور تعدیل مفسر دونوں بالاتفاق مقبول ہیں البتہ جرح مبہم اور تعدیل مبہم کے مقبول ہونے میں اگرچہ بعض بزرگوں سے اختلاف منقول ہے

مگر زیادہ صحیح یہی قول ہے کہ جرح مبہم مطلقاً مقبول نہیں لیکن تعدیل مبہم مقبول ہے یہی مذہب امام بخاری اور امام مسلم ترمذی ابوداود نسائی ابن ماجہ و جمہور محدثین وفقہاء حنفیہ کا ہے

﴿ جرح تعدیل کی شرائط قبولیت ﴾

جرح مفسر وتعدیل مفسر کے مقبول ہونے کیلئے مشترکہ شرائط یہ ہیں

کہ جرح کنندہ وتعدیل کنندہ میں درج ذیل امور کا پایا جانا ضروری ہے

علم، تقویٰ، ورع، صدق، عدم تعصب، معرفۃ اسباب جرح وتعدیل اور خاص جرح مفسر

کے مقبول ہونے کی مزید شرط

کہ جرح کنندہ غیر متعصب ہونے کے علاوہ متعنت اور متشدد نہ ہو

بعض اسماء محدثین جو جرح میں متعصب ہیں

دارقطنی، خطیب بغدادی

بعض اسماء جو جرح میں متعنت ھیں

ابن جوزی، عمر بن بدر موصلی، رضی صنعانی لغوی

جوزقانی مؤلف کتاب الاباطیل، حرانی مجد الدین لغوی قاموس

بعض اسماء جو جرح میں متشدد ھیں

ابوحاتم، نسائی، ابن معین، ابن قطان، ابن حبان

﴿جرح تعدیل میں تعارض﴾

ایک راوی میں جرح تعدیل کی بظاہر چار صورتیں ہیں

[1] جرح مبہم وتعدیل مبہم [2] جرح مبہم وتعدیل مفسر

[3] جرح مفسر وتعدیل مبہم [4] جرح مفسر وتعدیل مفسر

پہلی اور دوسری صورت میں جرح غیر معتبر اور تعدیل معتبر ہے

تیسری اور چوتھی صورت میں جرح معتبر اور تعدیل غیر معتبر ہے

بشرطیکہ وہ جرح مفسر کسی ایسے شخص سے صادر نہ ہوئی ہو جو کہ [illegible] متعصب

متشدد یا متعنت شمار کیا گیا ہو

﴿ائمہ فن کی مخصوص اصطلاحات﴾

اس فن کی کتابوں سے استفادہ کیلئے ائمہ فن کی مخصوص اصطلاحات اور ان کے درجات کا جاننا ضروری ہے

امام ابن معینؒ کی خاص اصطلاح

لیس بشی   امام ابن معین کے نزدیک وہ راوی ہے جسکی احادیث کم ہوں

ان مراد ابن معين بقوله فى بعض الروايات ليس بشى يعنى ان احاديثه قليل جداً

[هدى السارى مقدمه فتح البارى صفحه 421]

امام بخاری کی خاص اصطلاح

سکتوا عنہ کا مطلب

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ   اما قول البخارى 'سكتوا عنه "فظاهرها انهم ما تعرضوا بجرح ولا تعديل و علمنا مقصده بالاستقراء انها بمعنى تركوه [الموقظ صفحه 83]

امام بخاری جب کسی راوی کے متعلق سکتوا عنہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ محدثین نے اسکی جرح یا تعدیل نہیں کی بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہے لیکن اس استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد اس لفظ سے یہ ہوتا ہے کہ محدثین نے اس راوی سے روایت نقل کرنا چھوڑ دیا ہے۔

فیه نظر کا مطلب

جب امام بخاریؒ کسی راوی کے بارے فیه نظر کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اسکا مطلب ہوتا ہے کہ یہ راوی متھم یعنی جھوٹ بولنے والا ہے بدنام ہے

و کذا عادته اذا قال فیه نظر بمعنی انه متهم [الموقظ صفحه 83]

حافظ ذھبیؒ فرماتے ہیں قال البخاری فی حدیثه نظر... و قل ان یکون عند البخاری رجل فیه نظر الا و هو متهم

[میزان الاعتدال 3 صفحه 51.52]

امام بخاریؒ نے جس کے بارے فیه نظر کے الفاظ استعمال کئے ہوں اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی راوی کے بارے امام بخاریؒ نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہو اور وہ متھم ثابت نہ ہوا ہو۔

محدث عبدالرحمن بن مہدی کی خاص اصطلاح

ان کے نزدیک " صالح الحدیث "وہ راوی ہے جس میں کوئی غلطی کوئی ضعف تو ہو مگر وہ آدمی سچا ہو [الکفایه فی علم الروایة صفحه ۲۲]

امام دارقطنی کی خاص اصطلاح

"کثیر الخطا" ان کے نزدیک وہ راوی ہے جو کثرت سے غلطی کا شکار ہو جاتا ہو اب اگر وہ تنبیہ کے باوجود اپنی غلطی سے رجوع نہیں کرتا تو ساقط ہو جائے گا اور اگر اپنی غلطی سے رجوع کرے تو ساقط نہیں ہوگا

سالته عمن کثیر الخطا قال ان نبهوه علیه و رجع عنه فلا یسقط و ان

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے عطاء ابن ابی رباح سے انکی آخری عمر میں حدیث کی روایات لکھی ہیں وہ نادرست ہیں

7 ویسے عطاء ابن ابی رباح قوی اور ہر دل عزیز راوی ہیں

امام ابوحاتم کی خاص اصطلاح:

یکتب حدیثه و لایحتج به

حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ امام ابوحاتم صحیحین تک کے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں کے فلاں کی حدیث لکھی جائے مگر احتجاج نہ کیا جائے یہ اسلئے کہ حجۃ کا لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں کرتے جن معنوں میں جمہور اہل علم استعمال کرتے ہیں

اما قول ابی حاتم یکتب حدیثه و لایحتج به فابو حاتم یقول مثل هذا فی کثیر من رجال الصحیحین و ذالک ان شرطه فی التعدیل صعب والحجةفی اصطلاحه لیس هو الحجة فی جمهور اهل العلم

[مجموعة الفتاوی جلد 24 صفحه 154]

مجهول: امام ابوحاتم کسی راوی کو مجہول کہہ دیں تو مجہول الحال مراد لیتے ہیں اور دیگر محدثین مجہول کہہ کر مجہول العین مراد لیتے ہیں اس لیئے ابوحاتم کے لفظ مجہول سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے

[ہدی الساری صفحہ 398]

بعض دیگر خاص اصطلاحات:

ترکه شعبة

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں فمعنا ہ انه لم یرو عنه مطلب یہ ہے کہ شعبہ نے اس راوی سے روایت نہیں لی

ذاھب الحدیث :

جس راوی کی روایت لکھنے اور بیان کے قابل نہ ہو

[الکفایة فی علم الروایة صفحه 23]

ساقط:

وہ راوی جسکی روایت لکھنے اور بیان کرنے کے لائق نہ ہو

[الکفایة فی علم الروایة]

لیس بشيٍ

اسکا عام مطلب یہ ہے کہ راوی التفات کے قابل نہیں ہے لیکن ہر ماہر فن اسکی یہ مراد نہیں لیتا ہے ابن القطان فاسیؒ بیان کرتے ہیں یحیٰ بن معین جب کسی راوی کے بارے میں لیس بشيٍ کہتے ہیں تو انکی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اس راوی نے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کیں تھوڑی سی کی ہیں

وذکر ابن قطان الفاسی ان مراد ابن معین بقوله فی بعض الرواة لیس بشءٍ یعنی ان احادیثه قلیل جدا

[الھدی الساری صفحه 421]

واھی الحدیث :
وہ راوی جسکی روایت لکھنے اور بیان کرنے کے لائق نہ ہو
[الکفایۃ صفحہ 23]

سراج امت امام الائمۃ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفۃؒ کے متعلق جو بعض کتب مخالفین میں جرح لکھی ہوئی ملتی ہے وہ ہرگز مقبول نہیں اس لئے کہ حضرت امام صاحب کے بارے ہرقسم کی تعدیل تو اظھر من الشمس ہے رہی بات جرح کی پس جنہوں نے جرح کی ہے تو بعض کی جرح مبہم ہے اور جرح مبہم مقبول نہیں ہے اور بعض جارحین خود متعصب متشدد اور متعنت ہیں اور ایسی جرح تعدیل کے مقابلہ میں ہرگز معتبر نہیں ہے

[الرفع التکمیل فی الجرح و التعدیل 121]......

مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی امیر عبد اللہ ڈیروی صاحب
کی شاہکار کتابیں









